کلام الامام امام الکلام

الحمد للہ کہ یہ کتاب از تصنیفات المؤید من السماء المنصور علی الاعدا
جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب سید ناصر الدین محمد ابو المنصور

میزان المیزان

سنہ ۱۸۸۷ع

در جواب میزان الحق مصنفہ مشہور پادری فانڈر صاحب مطبوعہ
امریکن مشن لدیانہ سنہ ۱۸۶۲ع باہتمام پادری روڈالف صاحب

در مطبع نصرت المطابع دہلی طبع شد

مختلف تولوں سے خداوند کو نفرت ہے اور مکر کی ترازو کچھہ خوب نہیں (امثال ۲۰ باب ۲۳)

قول سلیمان

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

(الاعراف ع ۱۱ ہود ع ۸)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی خلق الانسان علمه البیان والسماء رفعها ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ط والصلوة والسلام علی من بعث لهدایت الانس والجان بالعدل والاحسان وعلی اله واصحابه الذین اجتهدوا فی الدین واکملوا الایمان وفازوا بمدارج العرفان وعرجوا معارج الایقان ط

امابعد ان دنوں پادری صاحبوں کے شمس الاخبار لکھنؤ مطبوعہ امریکن مشن پریس ۱۵- اکتوبر ۱۸۷۵ء جلد ۷ نمبر ۱۵ صفحہ ۹ باہتمام پادری کریون صاحب میں ایک مضمون میری نظر سے گذرا جسکی بعینہ عبارت یہہ ہے **قوله** ہمارے ملک ہند کی زبانوں میں سے اردو زبان کے اندر جسقدر کتابیں مذہبی تذکرہ خصوصاً پیغمبر عربی کے مذہب کے ابطال میں تصنیف اور تالیف ہوئیں اور جن سے بہت کامیابی ہوئی اور ہوتی جاتی ہے ابتک تین چار سے زیادہ نہیں اور باقی سب انہیں کا انتخاب یا اقتباس اور اگر آزادی اور

راستی سے کہول بشرطیکہ ناگوار نہو تو سرقہ ہے اور وہ تین چار کتابیں جو مسیحی دین کی دلاویزا ور دلکش سچائیاں اور مذہب اسلام کی محض لسانی اختراع ہونے کے ذکر میں کارگر اور عمدہ بلکہ لاجواب سمجھی جاتی ہیں یہ ہیں پہلی میزان الحق جسکو اپنی ساری عمر صرف کرکے ڈاکٹر پادری فانڈر صاحب مرحوم نے تصنیف کیا جسکا جواب ابتک اہل اسلام سے نہو سکا بلکہ اس عدیم المثال تصنیف کے ذریعہ سے اکثر لوگوں کے دل اسلام کے بانی سے پہرکر مبارک منجی مسیح خداوند کیطرف مائل ہوئے دوسرے نیاز نامہ الخ اس لئے عبدہ محمد ابو المنصور ابن عالیجناب سید محمد علی صاحب مغفور ابن عالیجناب غفران مآب سید فاروق علی صاحب قدس سرہ العزیز نے اس کتاب میزان الحق کا جواب کہ جسکا نام میزان المیزان ہے اپنے واسطے تکلیف نہ سمجہا۔

لہ ایک عمر از عمر بخندا زا
لہ بتائی ہی اسی
عہ ازحضایت الخ
عہ الخ

مثنوی در صفت میزان الحق

سبک سنگ کاین لاف کیں میزند ترازو عبث بر زمیں میزند

ترازو و ترازو وزنہ عیبہاست ازان جو فروشے کہ گندم نماست

ندانی کہ قرآن بسنگ و وقار نیاید بوزن ترازو ہزار

کلامیست از خالق انس و جان کہ او ہے ترازو ست روزی سنان

نسنجیدہ خود در ترازوے تو کہ خاک افگنند در ترازوے تو

نہ میزان آن با ہم سنجانست این ترازوے پولاد سنجانست این

عبث لب بگر گرم تکاپو شدی ترازو فگن چون ترازو شدی

حیدچے ترازو مکر و فن و اشتی ترازو مگر سنگ زن داشتی

سبک سنگ حق گشتی از خیرہ خوئی نگہدار وزن ترازوے خویش

ز دل ار میزان خود شاد کن ز میزان عدل خدا یاد کن

ز میزان میزان ہر رنگ او کہ میزان حق نیست پاسنگ او

نہ میزان ست ہم پلہ قدر او کہ میزان ست یک منزل ابد او

(صفحہ ۶) میزان الحق مطبوعہ مطبع امریکن مشن لدیانہ واسطے امریکن ٹراکٹ سوسائٹی کے باہتمام پادری رودلف صاحب ۱۸۶۲ع قولہ الحاصل پہلا اور بڑا کام جو ہر کسی پر واجب ہے

یہ ہے کہ اس مطالب اور مقصد کو سمجھے اور جب تک اُس نے خدا کو نہ پایا اور نہ پہچانا ہو چین نہ لیوے پر جو کوئی اس بات کو لحاظ نہیں کرتا اور اپنے بیش قیمت وقت عزیز کو صرف دنیا کی مزے حاصل کرنے میں صرف کرتا ایسا شخص خدا کے غضب کے لائق ہے مگر خدائے مطلق اور بے انتہا کو جو نہ دریافت میں آتا اور نہ دیکھا جاتا ہم کیونکر پاویں اور کسطرح خیال میں لاویں پس آدمی عقل کے وسیلہ سے خدا کی بابت صرف اتنا ہی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے جہان کے پیدا کرنیکے سبب اپنی اَن دیکھی ذات کو بیان کیا ہے اس باعث سے آدمی قدرت رکھتا ہے کہ مخلوقات سے خالق کا اور بنائے ہوئے سے بنانیوالے کا سُراغ لگا لیوے اور جہان کا موجود ہونا اور برقرار رہنا آدمی کو اس خیال کیطرف کھینچ لیجا سکتا ہے کہ اُس کا ایک پیدا کرنیوالا ہے الخ

(صفحہ ۸) **قولہ** عقل کے دُھندلی اور تاریکی آمیز روشنی آدمی کو منزل مقصود تک ہرگز نہیں پُہنچا سکتی بلکہ صرف کلام اللہ کے آفتاب کی روشنی سے انسان ہاتک پہنچ سکتا ہے الخ

جواب یہی پہلے فقرہ کا جواب ہے —

(صفحہ ۹) **قولہ** پس حقیقی الہام ان پانچ شرطوں سے پہچانا جاتا ہے **پہلی شرط** یہ ہے کہ الہام حقیقی آدمی کی روح کی خواہش اور تمنا کو جو ہمیشہ کی خوشی کا پانا ہے پورا کرے اور روح کی یہ خواہش کئی قسم پر ہے **پہلی قسم** یہ کہ آدمی اپنی نسبت اور خدا کی نسبت حق بات جاننے کا محتاج ہے — **دوسری قسم** یہ کہ آدمی اپنے گناہوں اور تقصیروں کی معافی حاصل کرنیکا محتاج ہے — **تیسری قسم** یہ کہ گناہوں کی معافی کے سوا آدمی کی روح نیک اور پاک ہونیکی بھی محتاج ہے یعنی آدمی کو لازم ہے کہ روز روز خوبی اور پاکی میں ترقی کرے پس چاہیے کہ الہامی کتاب میں ایسی راہ بتلائی جاوے — اور آدمی کو نیکبخت بناوے ورنہ الہام بیفائدہ ہوگا الخ ج لیکن پلوس رسول تو فرماتے ہیں کہ وے سب جو شریعت پر بھروسہ رکھتے ہیں لعنتی ہیں (گلتیوں کا ۳ باب ۱۰) کیونکہ اگر کوئی ایسی شریعت دیگئی ہوتی جو زندگی بخش سکتی تو البتہ راستبازی شریعت سے ہوتی (گلتیوں کا ۳ باب ۲۱) اب اگر یہ عذر ہو کہ یعقوب کے خط میں شریعت پر عمل کرنیکی تاکید ہے تو فانڈر صاحب آپہی صفحہ ۱۲ شرط ۵ میں فرماتے ہیں کہ پانچویں شرط یہ ہے کہ الہام حقیقی میں معانی کا اختلاف نہووے یعنی لازم ہے کہ خدا کی الہامی کتابوں میں سب عمدہ مطالب اور تعلیمیں آپسمیں موافق و

مطابق ہوں کیونکہ غیر ممکن ہے کہ مطلب اور تعلیم آپس کے برخلاف ہوتے ہوئے دونو صحیح
ہوں اور کلام کا اختلاف نامضبوطی اور نقص کو ظاہر کرتا ہے اسلئے اب فانڈر صاحب
یا تو انجیل کو ایسا ثابت کریں جو آدمی کو نیکبخت بناوے یا اُس میں اختلاف تعلیمات کا
اقرار کریں اور اگر یہ دونو باتیں نہیں کرسکتے تو اپنے مقرر کیے ہوئے قاعدہ کو بیہودہ ٹھہراویں
کیونکہ یہ شرطیں اور وہ اقسام عیسائی کتابوں سے نہیں ثابت ہوسکتے۔

(صفحہ ۱۱) **قولہ** دوسری شرط یہ ہے کہ چاہیئے کہ الہام حقیقی اس شریعت اور انصاف
کے ساتھ جو خدا نے آدمی کے دل میں نقش کیا ہے میل رکھتا ہو اور انصاف وہ باطنی قوت
ہے جو خدا نے ہر ایک کے دل میں ایسی نقش کردی ہے کہ ہرگز نہیں مٹتی اور آدمی اس
سے بھلے برے ظلم و عدل خدا کے پسند ناپسند ہونے کی تمیز اور سزا جزا اسکے لائق ہونیکو
دریافت کرتا ہے۔ پس چاہیئے کہ الہام حقیقی اس انصاف کی قوت و شریعت سے موافقت
و مطابقت رکھے ایسا کہ جس چیز کو دلی انصاف برا اور ناحق اور خدا کے ناپسند اور سزا
کے لائق سمجھاوے الہام حقیقی بھی اُسکو ویسا ہی بتاوے۔ کیونکہ نہیں ہوسکتا
کہ خدا کا الہامی کلام انصافی شریعت کے برخلاف بیان کرے حالانکہ شریعت انصافی خود
خدا نے آدمی کے دل میں ثبت کردی ہے الخ ج لیکن انسان کی دل کی شریعت انصافی
کب سے تسلیم کرسکتی ہے کہ خدا تین ہیں باپ اور بیٹا اور روح القدس چنانچہ فانڈر صاحب
خود صفحہ ۱۶ سطر ۱۶ میں اقرار کرتے ہیں کہ عقل انسانی یسوع مسیح کی الوہیت کا مرتبہ دریافت
کرنے اور پہچاننے میں قاصر و عاجز ہے اور کوئی بغیر روح القدس کے یسوع کو خداوند
کہہ نہیں سکتا (قرنتیونکا ۱۲ باب ۳)

(صفحہ ۱۲) تیسری شرط یہ ہے کہ جب خدا نے آدمی کے دلی انصاف میں اپنے تئیں
مقدس اور عادل بیان کیا ہے۔ اسیطرح چاہیے کہ الہام حقیقی بھی خدا کو انہیں صفتوں
میں بیان کرے الخ ج حالانکہ عیسائی الہام تو شریعت پر عمل کرنے والوں کو جہنمی
بناتا ہے (گلتیوں کا ۵ باب) اور جان بوجھکر جھوٹھ بولنا سکھلاتا ہی (رومیونکا ۳ باب ۷)
اور شریعت کو بیفائدہ بتاتا ہے (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) اور کوئی چیز بھی ناپاک نہیں ٹھہراتا
ہے (طیطس ۱ باب ۱۵) اور مارٹین لوتھر صاحب جنکے پیرو فانڈر صاحب ہیں فرماتے
ہیں کہ فقط ایمان رکھو اور بغیر روزہ کی سختی کشی اور پرہیز کے بار کے بغیر اعتراف کی

تکلیف اور نیک کاموں کی سختی کی یقین ہی جاتو تم بچائے جاؤ گے تمہارے واسطے
نجات ایسی بیشک اور تحقیق ہے جیسے خود مسیح کیواسطے ہاں گناہ کرو اور خوب دلیری سے
گناہ کرو فقط ایمان رکھو اور اگرچہ تم ایک دن میں ہزار دفعہ حرامکاری یا خون کرو صرف ایمان
رکھو اور میں کہتا ہوں کہ تمہارا ایمان تمکو بچائیگا (دی لیسپانی) از عبرات الصدق مصنفہ
پادری بیڈیلی صاحب جسے طامس انگلس صاحب نے حسب الارشاد پادری مریانجلو صاحب
ترجمہ کیا مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ چوتھی شرط یہ ہے کہ جب خدا قدیم اور مطلق اور اپنی ذات وصفات
میں تغیر وتبدل سے دور اور پاک ہے پس لازم ہے کہ الہام حقیقی بھی اُسے ویسا ہی بیان کرے
جیسا خدا نے اُنکو موجودات سے بیان کیا ہے یعنی جسوقت عقل کی نظر سے موجودات پر
ملاحظہ ہوتا تو سمجھا جاتا ہے کہ چاہیئے خدا واحد و قدیم و قادر و عالم و حکیم و رحیم اور آسمان و
زمین کا پیدا کرنیوالا ہووے پھر لازم کہ الہام حقیقی بھی خدا کو ویسا ہی بیان کرے انتہی
ج اگر خدا کے حقیقی صفات یہی ہیں تو تثلیث پر عقیدہ رکھنے والونکا صریح کفر ثابت ہوتا
ہے کیونکہ فانڈر صاحب نے خدا کے واحد و قدیم و قادر ہونے کا اقرار کیا ہے نہ یہ کہ
تثلیث کا بھی ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ پانچویں شرط یہ ہے کہ الہام حقیقی میں معانیکا اختلاف نہووے الخ
ج کیا انجیل میں یہ اختلاف نہیں ہے دیکھو متی ۵ باب ۳۹ وعبرانیونکا ۷ باب ۱۸ پھر کہ متی ۱۰
باب ۳۸ و متی ۱۱ باب ۳۰ ۔

(صفحہ ۱۲ و ۱۳) قولہ لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کلام جسمیں اوپر کی شرطیں سب پائی جاتی
ہوں اور انہیں کی رو سے الہام حقیقی و کلام خدا ہے ایسے مطلبوں اور حقیقتوں کو بیان
کرتا ہو جو اللہ تعالی کے بھید ہیں اور انسان کے عقل کے احاطہ و حکم سے دور اور باہر ہووں
اسطرح پر کہ آدمی اپنی ضعیف عقل سے خدا کی بیان کی ہوئی باتوں کی عالی مضمون کو نہ پہونچ
سکے الخ ج بیشتر صفحہ ۱۱ کے آخر میں آپ لکھہ چکے ہیں کہ نہیں ہوسکتا کہ خدا کا الہامی
کلام انصافی شریعت کے برخلاف بیان کرے حالانکہ شریعت انصافی خود خدا نے آدمی
کے دلمیں ثبت کردی ہے الخ اب یہاں شریعت انصافی کہاں گئی جو آدمی ضعیف عقل سے
خدا کے بیان کئے ہوئے باتوں کے عالی مضمونوں کو نہ پہونچ سکے لیجئے جب انسان خدا

کی باتوں کی عالی مضمون کو نہ پہنچ سکا تو وہ عالی مضمون شریعت الضافی کے مطابق کہاں ہوا کیونکہ جو مضمون شریعت الضافی کے مطابق ہوگا اسے تو انسان جیسکے دلپر خود خدا نے شریعت الضافی ثبت کر دی ہے بے بتلائے سمجھ جائیگا دوسرے یہ کہ ہر الہامی کتاب انسانوں کیواسطے نازل ہوتی ہے اور جب انسان اُسے باوجود مطابقت شریعت الضافی کے جو اُسکے دلمیں ثبت ہوتی ہے سمجھ نہ سکا تو اُس الہام کے نازل ہونے سے کیا فائدہ ہے۔

(صفحہ ایضاً) قولہ ممکن بلکہ واجب ہے کہ خدا کی ذات پاک میں ایسی صفتیں ہوں کہ خاص خدا ہی میں ہوں اور کسی مخلوقات میں ویسی نہوں تاکہ خدا اُنکے سبب ساری موجودات سے اعلیٰ اور برتر ہو نہیں تو خالق و مخلوق و عابد معبود میں کچھ فرق نہوتا الخ ج یہی فانڈر صاحب اپنی کتاب مفتاح الاسرار مطبوعہ لندن ۱۸۵۰ء باب ۲ شروع فصل ۲ صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں کہ حقتعالے نے اپنے کلام کے سوا موجودات میں بھی اپنی تثلیث ظاہر و بیان کیا ہے۔ اور وحدت میں اسطرح کی کثرت کا نمونہ مخلوقات میں پایا جاتا ہے کیونکہ نسبت ثلاثہ یا کثرت فی الوحدت اکثر موجودات میں ظاہر و عیان ہے انتہا

پس ان دونوں مخالف قولوں میں سے کسکو صحیح جاننا چاہیئے۔ واہ فانڈر صاحب میزان کی شروع ہی سے سیر میں تو پنسیری کا دھوکا اُسپر دعوے عدیم المثالی میزان اونچی دکان پھیکا پکوان۔

(صفحہ ایضاً) پس کس حال میں کسکو جرات اور طاقت ہے کہ خدا کی ذات پاک کو اپنی عقل ناقص اور فکر کوتاہ سے تولے اور اسکے بے انتہا اور لایدرک کیواسطے حد و انتہا ٹھہراوے الخ

ج خدا کی ذات پاک کو اپنی عقل ناقص سے تولنا تو یہی ہے کہ اس بے انتہا اور لایدرک کیواسطے تثلیث کا حد ٹھہرانا اور عقیدہ توحید ہرگز منافی اُسکے بے انتہا و لایدرک ذات کا نہیں مثلاً دس ہزار من غلہ کو انبار کہدینا اُسکی تعداد وزن کی نفی نہیں کرتا بلکہ دس ہزار من سے زیادہ ہونیکا بھی گمان غلط نہیں کرتا ہے برخلاف اسکے دس ہزار من غلہ کو اگر تین سیر یا تین من کی تعداد پر حصر کریں تو اُسکے دس ہزار من سے زیادہ کا گمان پیدا ہونیکا تو کیا ذکر ہے بلکہ اسکی اصل مقدار یعنی دس ہزار من کی تعداد بھی باقی نرہے گی اب آپکو معلوم ہوا کہ اگر خدا کی ذات تثلیث کے ساتھ یا بے انتہا اور لایدرک ہے تب بھی

توحید میں شامل ہے اور کسیطرح اُس سے جدا نہیں ہے جسطرح اُسے صاحب میزان تیسرا درجہ تثلیث کی
اور پہلا اور دوسرا اور تیسرا اور ماسوا اور صحیح تینوں شامل ہیں اور کسیطرح اُس سے جدا نہ
نہیں ہیں دیکھو اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کے سارے القابوں اور خطابوں کو نہ بیان کر سکے
اور فقط اُسے بادشاہ یا سلطان کہنے پر اکتفا کرے تو بے الزام رہیگا بہ نسبت اسکے کہ
اُس بادشاہ کا ایک خطاب لکھے اور دوسرا چھوڑ دے تو ضرور مجرم ٹھہریگا جو ساری شریعت
کو مانتا اور ایک بات کو ٹالتا ہے تو وہ ساری باتوں کا گنہگار ہوا (یعقوب ۲ باب ۱۰) اور آپ تو
خود فرماتے ہیں کہ خدا کی ذات پاک بے انتہا اور لایدرک الخ پہلا جب وہ بے انتہا اور لایدرک
ہوا تو سوا اقرار وحدانیت کے کون اُسے اُسکے سارے اوصاف ذاتی کے ساتھ پکار سکتا ہے
پس یہی کافی ہے کہ وہ ایک ہی اپنے ذات میں ایک ہے اور اپنی ہر صفت میں بھی ایک ہے
کسی بات میں کوئی اُسکا ثانی نہیں ہے سب حکموں میں اول یہی ہے کہ اے اسرائیل سن وہ
خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲ باب ۲۹) (استثنا ۶ باب ۴) پہلا اور
بڑا حکم یہی ہے (متی ۲۲ باب ۳۸) ساری شرع اور سب انبیا کی باتیں اسی پر موقوف ہیں (متی ۲۲
باب ۴۰) یہی کر تو جئیگا (لوقا ۱۰ باب ۲۸) —

(صفحہ ایضاً) قولہ یا کہ وہ عارف اور قادر و حکیم کے ساتھ بحث پیش کرے کہ چاہیئے تھا کہ فلانی
صفتوں کو فلانے مرتبہ تک ظاہر و بیان کرتا حالانکہ ایسے خیال کفر فاحش ہیں اسطرح فلانی
صفتوں کو فلانے مرتبہ تک ظاہر و بیان کرنا تعین تثلیث کا لازمہ ہے یا محض توحید مطلق کا کیونکہ
ایسے حال میں کسی قسم کی صفتوں کو کسی مرتبہ تک ظاہر و بیان کرنیکی حاجت کیا ہے کیونکہ
عقیدہ توحید اسکے سوا کچھ اور ہرگز ظاہر نہیں کرتا کہ قادر مطلق واحد حقیقی اپنی ذات و صفات
میں وحید اور لاثانی ہے برخلاف تثلیث پرستوں کے کہ وہ باپ اور بیٹے اور روح القدس
کا امتیاز اُس کی ذات میں قایم کرکے اُسکی صفتوں کو فلانے مرتبہ تک ظاہر و بیان کرتے
ہیں حالانکہ ایسے خیال کفر فاحش ہیں اب پادری صاحب کے اقرار سے ثابت ہوا کہ لقد
کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم الخ —

(صفحہ ۱۴) قولہ اب اگر کوئی بت پرستوں کے مذہب کی کتابوں کو دیکھکر اور شروط مذکورہ کے
ساتھ مقابلہ کرکے تمیز دیوے تو اُسے بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اُنکی عبادت
کے طور اور اُنکی کتابوں کی باتیں الہام حقیقی سے نکلی ہوں۔ بلکہ خدا کی ذات و صفات

دارادے کی بابت اُسنے نالائق وناقص گمان پیدا ہوتے ہیں یہانتک کہ آدمی کو بت پرستی
کی راہ دکھاتے ہیں پس یہ سب برخلاف و باطل اور اپنے تابعدارونکو گمراہی اور ہلاکت
کیطرف لیجاتے ہیں اسواسطے محمدی شخص کو جو حقیقت کا طالب ہے بُت پرستوں کے مذہب
کی تلاش لازم نہیں انتہیٰ ج یہی فانڈر صاحب اپنی کتاب مفتاح الاسرار مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء کے
صفحہ ۵۹ میں تثلیث کو ہندوؤں کی کتابوں سے ثابت کرکے لکھتے ہیں کہ برہمہ اور وشنو اور
شیو وہی ذات واحد ہے اور یہ بات ظاہر اور روشن ہے کہ تعلیم مذکورہ جسے ہندو ترمورتی کہتے
ہیں ذات الٰہی کی تثلیث کی تقلید ہے جسکا توریت میں اشارہ اور انجیل میں صریح بیان
ہوا ہے انتہیٰ پس محمدی شخص کو بُت پرستوں کے مذہب کی تلاش لازم نہیں ہے نہ
کہ نصرانی شخص کو بھی کیونکہ عقیدہ تثلیث کی تائید بُت پرستوں کے مذہب سے ہوئی ہے
اور مفتاح الاسرار کی اُس عبارت کا جواب مصباح الابرار مطبوعہ ۱۸۹۰ء میں دیکھنا چاہیئے۔
(صفحہ ایضاً) قولہ درحالیکہ قرآن و انجیل کے مطالب آپس میں نہیں ملتے جیسا کہ ہر شخص پر جو
اُنکے معانی سے واقف ہو ظاہر اور آشکار ہے اور اس رسالہ میں بھی اپنی جگہ پر ثابت ہوگا اِس
صورت میں ممکن نہیں کہ وے دونوں خدا کے کلام ہوں بلکہ صرف ایک اُنمیں سے سچا اور خدا کا
کلام ہو سکتا ہے انتہیٰ ج فاضل جلیل ولیم میور صاحب اپنی کتاب شہادت قرآنی مطبوعہ لکھنؤ
۱۸۶۱ء صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں کہ قرآن کی آیات کثیرہ میں ایسے قصص و روایات بھی لکھی
ہیں جو یہود و نصاریٰ کی کتب بانی میں درج ہیں اور بہت مقامات پر ان قصص و روایتونکا
وہی ڈول اور وہی طریقہ ہے جو توریت و انجیل میں ہے بلکہ بعض بعض جگہ تو الفاظ طابق النعل
بالنعل مل جاتے ہیں انتہیٰ پس پروٹسٹنٹ مذہب کے علماء میں ولیم میور صاحب کا
علم و فضل جبکہ پادری فانڈر کے علم و فضل سے بہت زیادہ تھا تو اس مقام پر بھی ولیم
میور صاحب کے قول کو زیادہ معتبر جاننا چاہیئے یا پادری فانڈر کے قول کو ہاں اُن باتوں
میں قرآن انجیل کے برخلاف ہے جنمیں توریت بلکہ ہر انجیل بھی دوسرے انجیل کے
برخلاف ہے۔ رفیقہ الوداد مطبوعہ ۱۸۸۲ء کے صفحہ ۲۲ و ۲۳ وغیرہ اور افحام الخصام
مطبوعہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۸ - ۴۶ و تنویر جاوید کے صفحہ ۹ و ۲۰۸ - ۲۱۴ کو دیکھنا چاہیئے۔
(صفحہ ۱۵) قولہ پس اے اسلام والے ان باتوں پر کہ تیرے ایک دوست نے جو تیری
ہمیشہ نیکبختی چاہتا ہے مہربانی کی راہ سے لکھی ہیں دل سے اور بڑے غور سے متوجہ ہو الخ۔

ج بہت خوب تھنکیو۔

(صفحہ ۱۶) قولہ قران آپ اقرار کرتا ہے کہ مسیحی اور یہودیوں کی مقدس اور مروج کتابیں خدا کیطرف سے ہیں جیسا کہ سورہ شوریٰ میں لکھا ہے وقل اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب الخ

ج بیشک لیکن یہ کہاں قرآن نے اقرار ہے کہ انمیں کہیں تحریف نہیں ہوئی۔

(صفحہ ۱۸) قولہ مسیحی اُن سب کتابونکو کہ ہر وقت انکیں مروج تھیں عہد عتیق یعنے پرانے عہد کی کتابیں کہتے ہیں اس سبب سے کہ خدا نے اُن کتابونکو مسیح سے پہلے دیا تھا اور انجیل کو عہد جدید یعنے نئے عہد کی کتابیں کہتے ہیں اور یہ دونو مجموعہ کتب عہد عتیق و جدید اور خدا کا کلام اور مقدس کتابیں اور بیبل بھی کہے جاتے ہیں اور بیبل یونانی لفظ ہے بمعنی کتاب الخ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ قران اور اُسکے مفسرین دعویٰ کرتے ہیں کہ جسطرح زبور کے آنے سے توریت و انجیل کے ظاہر ہونے سے زبور منسوخ ہوئی اسیطرح انجیل بھی قران کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہو گئی الخ ج معلوم ہوتا ہے کہ پادری فانڈر کو مناظرہ کے فن سے بالکل واقفکاری نہیں ہے اور اسیطرح مذہب اسلام سے بھی بھلا زبور میں کونسی شریعت مذکور ہے جس سے توریت منسوخ ہونیکا گمان ہو سکے اور منسوخ بعض احکام شرایع ہوتی ہیں یا سارے قصص اور حکایات اور تمثیلات اور ہدایات اور تعلیمات توحید وغیرہ ساری کتاب کہیں منسوخ ہو سکتی ہے اور بعض احکام کا منسوخ ہونا تو خود انجیل ہی میں موجود ہے دیکھو متی ۱۰ باب ۵ و لوقا ۲ باب ۲۷ و اعمال ۱ باب پھر متی ۱۰ باب ۲۰ و یوحنا ۷ باب ۳ پھر متی ۶ باب ۲ و متی ۲۳ باب ۲۰ پھر متی ۱۵ باب ۲۴ و متی ۲۶ باب ۱۱۔

(صفحہ ۱۹) قولہ اگر کوئی فکر و وقت سے مقدس کتابونکو مطالعہ کرے تو جلد دریافت کر لیگا کہ حقیقت میں اُنکے معنی ایک دوسرے سے شامل اور مطالب و تعلیمات میں بڑی موافقت اور مناسبت رکھتے ہیں اسطرح کہ وہ سب خدا کی پہچان اور اُسکی محبت کا ایک عجائب مکان و عمارت سی ہیں جسکی اصل و بنیاد توریت یعنی موسیٰ کی کتابیں ہیں اور کتب مقدسہ اُسکے کامل و تمام کرنیکے واسطے ہیں الخ ج خدا کی پہچان اور اُسکی محبت کا ایک عجائب مکان و عمارت یہ تمثیلیں بھی آجتک کسی نے نہ سنی ہونگی اور حضرت داود فرماتے ہیں کہ خداوند کی توریت کامل ہے (۱۹ زبور ۷ و ۱۸ زبور ۳۰) پھر اور کتب مقدسہ نے
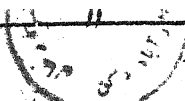
اسسے کامل اور تمام کیا کیا ہوگا۔

(صفحہ ایضًا) **قولہ** توریت میں خدا کا وہ ارادہ جو آدمی کے حق میں رکھتا ہے اسطرح پر بیان ہوا ہے کہ اُسکی مرضی یوں ٹھہری ہے کہ بنی آدم اُسکی یعنی خدا کی سچی پہچان اور حقیقی عبادت کے وسیلے سے روح کا تقاضا پورا کر کے حقیقی اور ہمیشہ کی خوشی کو پہونچیں اور موسیٰ کے بعد نبیونکی کتابوں اور زبور میں بیان ہوا ہے کہ خدا نے اپنی معرفت و محبت کے مطابق طرح طرح کی راہوں سے آدمیونکو خصوصًا بنی اسرائیل کو روز بروز اپنی پہچان کے نزدیک پہنچایا ہے اور عبادت کے لئے آمادہ اور تیار کیا آخر کو انجیل بیان کرتی ہے کہ خدا نے کسطرح اور کس طور پر اُس عمدہ مطلب کو مسیح کے وسیلہ سے پورا کیا اور ایسی عبادت مقرر کی کہ ظاہری آداب اور عبادتوں سے نہیں بلکہ روح اور دل اور سچائی سے ہے الخ

ج مطلب یہ کہ توریت میں تو خدا کا ارادہ جو آدمی کے حق میں رکھتا ہے اسطرح پر بیان ہوا ہے کہ اسکی مرضی یوں ٹھہری ہے اور نبیوں کی کتابوں اور زبور میں بیان ہوا ہے کہ خدا نے آدمیونکو اپنی پہچان کے نزدیک پہنچایا ہے اور عبادت کے لئے آمادہ اور تیار کیا اور انجیل بیان کرتی ہے کہ خدا نے اُس عمدہ مطلب کو مسیح کے وسیلہ پورا کیا اور ایسی عبادت مقرر کی کہ ظاہری آداب اور عبادتوں سے نہیں بلکہ روح و دل اور سچائی سے ہے پس توریت میں تو خدا کا فقط ارادہ ظاہر کیا گیا ہے نہ یہ کہ کوئی طرز عبادت سکھلایا گیا ہو اور نبیونکی کتابوں میں آدمیکو عبادت کے لئے آمادہ اور تیار کیا ہے نہ یہ کہ عبادت کرنی سکھلائی ہو مگر انجیل میں اس عمدہ مطلب کو پورا کیا اور ایسی عبادت مقرر کی جو ظاہری نہیں بلکہ روح اور دل سے ہے پس حضرت موسیٰ نے جو قوم کو طرز عبادت سکھلایا وہ پادری صاحب کی نظر میں محض فضول بلکہ کچھ بھی نہ تھا اور نبیوں کی کتابوں میں بھی آدمی کو عبادت کے لئے آمادہ کیا ہے بلکہ خود حضرات انبیاء علیہم السلام عبادت کے لئے تیار کئے گئے تھے نہ یہ کہ انھوں نے کچھ عبادت کی ہو اور ان حضرات انبیاء علیہم السلام کو خدا نے اپنی پہچان کے نزدیک پہنچایا تھا جسنے تھوڑا عرفان عطا کیا تھا نہ اسقدر جتنا انجیل پڑھنے والونکو حاصل ہے اور حضرت موسیٰ کو تو تھوڑا عرفان بھی نہ عطا ہوا تھا تعجب ہے کہ باوجود اس شیطانی عقیدہ کے ابتک خدا کا عذاب انپر نازل نہوا اور ایسی عبادت جو ظاہری آداب اور عبادتوں سے نہیں عیسائیوں میں وہ کون سی ہے کہ جسکا گھر کیوں تیار

کئے جاتے ہیں یا شنبہ کیوں عبادت کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے یہانتک کہ حضرت عیسےا
فرماتے ہیں کہ جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا اقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے آگے جو
آسمان پر ہے اُسکا اقرار کرونگا (متی ۱۰ باب ۳۲ و ۳۳) پس اگر ظاہری اداب اور عبادتوں
سے نہیں تو اس ظاہری اقرار کی کیا ضرورت ہے پھر کیا ظاہری آداب کے ترک کرنے سے
یہی مراد ہے کہ ناپاک ہوکر غسل وطہارت کا پابند نہونا چاہیئے بلکہ پاخانہ پھر کر آبدست
لینا بھی کچھہ ضرور نہیں کیونکہ یہ سب ظاہری باتیں ہیں اور عیسائیونکو شادی کرنا بھی کچھہ
ضرور نہیں کہ یہ بھی ظاہری رسم ہے کتے اور بکری کے گوشت میں بھی تمیز نکرنا چاہیئے
کہ سب ظاہری باتیں ہیں۔

(صفحہ ایضاً) قولہ اور یہ بات کہ توریت کی ظاہری عبادت روحانی اور باطنی عبادت
سے بدل جاویگی کچھہ نئی بات نہ تھی کیونکہ پرانے عہد کی کتابوں میں ذکر ہوا تھا کہ ایسے
دن آوینگے کہ ظاہری عبادت کے بدلے روحانی عبادت مقرر ہوگی جیسا کہ ارمیاہ
نبی کی ۳۱ فصل کی ۳۱ آیت سے ۳۴ تک مذکور ہے کہ دیکھہ وے دن آتے ہیں
خداوند کہتا ہے کہ میں اسرائیل کے گھرانے سے اور یہوداہ کے گھرانے سے نیا عہد
باندھونگا اُس عہد کے موافق نہیں جو میں نے اُنکے باپ داداؤں سے باندھا جسدن میں نے
اُنکی دستگیری کی کہ زمین مصر سے اُنھیں نکال لاؤں اور اُنھوں نے میرے اس عہد
کو توڑا باوجودیکہ میں اُنکا شوہر تھا خداوند کہتا ہے بلکہ یہ وہ عہد ہے جو میں اسرائیل کے
گھرانے سے باندھونگا بعد اُن دنوں کے خداوند فرماتا ہے میں اپنی شریعت اُنکے
اندر رکھونگا اور وہ میرے لوگ ہونگے **الیٰ آخرہ** اس نئے عہد سے مراد اگر ظاہری
عبادت کا روحانی عبادت سے بدل جانا ہے تو حضرت یرمیاہ سے بلکہ حضرت عیسےا
تک سے بھی وہ نیا عہد باندھا گیا تھا یا نہیں پھر وہ کیوں ساری عمر وہی توریت کی ظاہری عبادت
کرتے رہے اور حضرات حواریوں کو بھی یہی تاکید کی کہ فقیہہ و فریسی موسیٰ کی گدی
پر بیٹھے ہیں اسلئے جو کچھہ وہ تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن اُنکے
سے کام نکرو کیونکہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں (متی ۲۳ باب ۲ و ۳) پس نئے عہد سے
مراد اگلی خطاؤں سے درگذر کرنا اور اُنھیں آئندہ کو نیک توفیق عطا کرنا ہے کہ شریعت
اُنکے اندر رکھنا اسیکو کہتے ہیں نہ یہ کہ نیا طرز عبادت سکھلانا اور روحانی عبادت حضرت

موسیٰ کے وقت میں کب منع تھی بلکہ وہی ظاہری عبادت روح اور دل سے ادا کیجاتی تھی اگر ایسا نہوتا تو کیا وہ سب نعوذ باللہ منافق تھے جو دل سے خدا کی پرستش نہیں کرتے تھے

پس اپنی شریعت اُن کے اندر رکھونگا الخ پادری فانڈر نے اس اندر کے لفظ سے دھوکا کھایا یعنی سمجھے کہ اندر رکھنے کی کوئی شریعت اور ہے اور ظاہری طور پر ماننے کی شریعت موسوی تھی لیکن استثنا ۲۶ باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ آجکے دن خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم فرمایا کہ تو ان سنتوں اور شریعتوں پر عمل کر تو اسلیے انہیں حفظ کر اور اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی سے انپر عمل کرا نتہے پس یہ شریعت بھی اونکے اندر رکھی گئی تھی یا نہیں

(صفحہ ۲۰) قولہ یہ اس روحانی اور باطنی عبادت سے مراد ہے جو یسوع مسیح کے وسیلہ سے عمل میں آئی چنانچہ خود مسیح نے یوحنا کے ۴ باب کی ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں فرمایا ہے کہ اب وقت آتا ہے بلکہ اب ہی کہ سچے پرستش کرنیوالی روح و راستی سے باپ کی پرستش کرینگے کیونکہ باپ ایسی پرستش کرنیوالوں کو چاہتا ہے خدا روح ہے اور وے جو اسکی پرستش کرتے ہیں ضرور ہے کہ روح و راستی سے پرستش کریں الخ ج مطلب یہ کہ مکر سے عبادت کرنا کچھ بھی بکار آمد نہیں ہے رجوع قلب سے عبادت کرنی چاہیئے مگر اس آیہ سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ تمام دن سود اور شراب سے کام رکھو یہی باطنی عبادت اور روزہ میں تین چار دفعہ کھاؤ پیو یہی روزہ داری ہے باوجود اسکے آپ فرماتے ہیں کہ یہ روحانی اور باطنی عبادت یسوع مسیح کے وسیلہ سے عمل میں آئی خدا کی پناہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احکام شرع سے منع کرنیوالے اور یہ خباثت سکھلانے والے آپ ثابت کرتے ہیں حالانکہ خود حضرت عیسیٰ سارے احکام شریعت پر عمل کرتے تھے (متی ۲۶ باب ۱۰ و ۱۹ یوحنا ۷ باب ۱۰ متی ۱۷ باب ۲۱ و ۲۳ باب ۲۳) لازم تھا کہ تم انھیں اختیار کرتے اور انہیں بھی نہ چھوڑتے انتہے

(صفحہ ایضاً) قولہ عبرانیوں کے مکتوب کی ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ بابوں میں تفصیل بیان ہوئی ہے الخ ج اور عبرانیوں کے مکتوب کے ساتھ یعقوب کے خط کو بھی تو دیکھا ہوتا

(صفحہ ۲۱) قولہ فروعات اور ظاہرات کے بدل جانے سے پرانے عہد کی کتابیں یعنی توریت نہ رد ہوئی اور نہ منسوخ بلکہ جو چیزیں کہ توریت میں ظاہری اور نمونہ کے طور پر تھیں اب انجیل میں باطنی اور روحانی ہوکر کامل اور تمام ہوئیں مثلاً توریت میں حکم ہوا تھا کہ گناہوں کی بخشش کیلئے جانوروں کی قربانی کرو مگر ظاہر ہے کہ ایسی قربانیاں گناہوں کو نہ چھپا سکینگی اور قربانیوں کا اصل مقصد بھی یہ نہ تھا بلکہ اُس ایک قربانی کا نمونہ تھیں جسے مسیح نے اپنی ذات میں پورا

کیا جیسا کہ پہلے عہد میں وعدہ ہوا تھا کہ آنیوالا مسیح اپنا جسم آدمیوں کے گناہوں کیواسطے قربان
کریگا چنانچہ ۴۰ زبور میں ۶ آیت سے ۸ تک اور اشعیاہ نبی کے ۵۳ باب میں اس بات کا اشارہ
ہوا ہے الخ ج زبور سے پانسو برس پیشتر اور حضرت یسعیاہ سے سات سو برس پیشتر توریت کی
اور توریت کے پیشتر سے قربانی جاری ہے پس توریت میں کہیں نہ ظاہر کردیا کہ مسیح اپنا جسم آدمیوں
کے گناہوں کیواسطے قربان کریگا مگر اسکے پانسو اور سات سو برسوں کے بعد یہ ظاہر کیا گیا
حالانکہ اگر برہ کی قربانی حضرت عیسے کی قربانی کا نمونہ تھی تو حضرت ہابیل کیوقت سے حضرت
عیسیٰ کی قربانی کا ذکر ہوتا قطع نظر اسکے ۴۰ زبور میں کہیں حضرت عیسی کی قربانی کا ذکر نہیں
اور نہ یسعیاہ ۵۳ باب میں ۴۰ زبور ۶ کا ترجمہ عبرانی سے یہ ہے کہ ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نہیں چاہتا
تونے میرے کان کھولے انتہے مگر عبرانیوں کے ۱۰ باب ۵ میں اسے اسطرح تبدیل کیا ہے کہ اس
لیئے وہ دنیا میں آتے ہوئے کہتا ہے کہ قربانی اور نذر کو تونے نہ چاہا پر میرے لیئے ایک بدن
تیار کیا انتہے واہ اسی بھروسہ پر کتب الہامی سے پیشین گوئی ثابت کیجاتی ہے (بیبل مع فرنچ
بحذف رومن مطبوعہ لندن ۱۸۵۸ع و اردو بیبل مطبوعہ مرزاپور باہتمام ڈاکٹر میتھر صاحب بحروف عربی
معہ فرنس مطبوعہ ۱۸۶۹ع و فارسی انجیل مطبوعہ کلکتہ ۱۸۱۶ع میں دیکھہ لو) افسوس ایسے جعلسازی
کی دلیلیں پیش کرنے سے پادریونکو مطلق شرم نہیں ہے وہاں حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ
خداوند قربانی وغیرہ کا حاجتمند نہیں ہے وہ خلوص اور صداقت کو پسند کرتا ہے (۵۱ زبور ۱۶) مگر اگر
اسے یہ مراد نہیں ہے کہ قربانی گذراننا نہ چاہیئے علاوہ اسکے اگر وہ قربانیاں حضرت عیسی کی قربانی
کا نمونہ تھیں تو حضرت ہابیل کے وقت سے کیوں حضرت عیسیٰ اپنے ہزاروں برس آئے نہیں توقف
کیا کہ لاکھوں کروروں بیگناہ بروں کی مفت میں جانیں گئیں اگر ذرا پیشتر تشریف لاتے تو کیا
اتنے بیشمار بروں کی جان جاتی اسکے بھی علاوہ حضرت عیسیٰ کی قربانی تو بیشتر ثابت کرلی ہوتی
اور جبکہ انکا مصلوب ہونا ثابت نہیں ہے (دیکھو دولت فاروقی اور نوید جاوید) تو برہ کی قربانی سے حضرت
عیسے کو نسبت دینا کب درست ہوگا صاحب میزان کی وہ مثل ہے کہ بنیا تولتا نہیں آپ کہتے ہیں کہ پورا
تول یعنی حضرت عیسیٰ کی مصلوبی تو ثابت نہیں ہے اور آپ بروں کی قربانی کو انکا نمونہ ٹھہراتے ہیں
اور یسعیاہ ۵۳ باب میں بھی کہیں حضرت عیسیٰ کا ذکر نہیں ہے بلکہ وہ حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ
والسلام کے حق میں ایک پیشینگوئی ہے چنانچہ دوسری آیت میں خشک زمین سے مراد ملک عرب
اور کچھ بہا نہیں سے مراد حضرت کا لیے پڑھے لکھے ہونا اور پانچویں آیت میں گھایل کیا گیا سے مراد

حضرت صلعم کا طائف میں پاؤں زخمی ہونا یا جنگ احد میں دانت شہید ہونا اور ساتویں آیت
میں بّرہ ذبح کرنے لیجانے سے مراد قتل پر منصوبہ باندھنا جیسا مکہ میں حضرت صلعم کیواسطے منصوبہ
باندھا تھا حضرت یرمیاہ اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ میں گھریلے بّرہ کی مانند تھا جو ذبح ہونیکے لئے
لیجایا جاتا (یرمیاہ ۱۱ باب ۱۹) اور آٹھویں آیت میں زندونکے زمین سے کاٹ ڈالا جانا یعنی
ملک شام سے عرب میں حضرت اسمٰعیلؑ کا چلا آنا کیونکہ زندوں کی زمین سے مراد ملک شام ہے
(خروج ۱۲ باب ۲۲ و ۳۲ باب ۲۲ و ۲۶ و ۲۷ و ۳۲) نویں آیت میں ہے اسکی قبر شریروں کے
درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اُس کی موت میں دولتمندوں کے ساتھ ہوئی مطلب یہ کہ مکہ کے
بت پرست حضرت صلعم کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے تاکہ انہیں کے درمیان حضرت صلعم
کی قبر بنے مگر دولتمندوں میں یعنے مدینے میں آنحضرت کی وفات ہوئی کیونکہ مدینے کے
لوگ دولتمند تھے دسویں آیت میں ہے کہ جب اُسکی جان گناہ کے لئے گذرانی جائے تو
وہ اپنی نسل کو دیکھیگا اور اُسکی عمر دراز ہوگی یعنی جب گناہگاروں کی ہدایت میں حضرت
صلعم نے اپنی جان تک کو دریغ نکیا بار بار طرح طرح کے صدمے اُٹھائے جنگ احد میں حضرت
کی شہادت کا غل پڑگیا تھا تب حضرت کی کامیابی کی نوبت آئی اپنی اولاد کو دیکھا اور حضرت
تریسٹھ برس عمر پائی گیارہویں آیت میں ہے اپنی معرفت سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز
ٹھہرائیگا وہ اُنکی بدکاریاں اپنے اوپر اُٹھا لیگا مطلب یہ کہ اگلے پیغمبروں کو خوب سچا ثابت کریگا
اور جو الزام اُن پر جیسے حضرت سلیمانؑ پر بت پرستی کا الزام اور حضرت عیسیٰؑ پر دعوی خدائی کا الزام
ان الزاموں کے رفع کرنے میں وہ دونو فریقوں یعنی یہود و نصاریٰ کے آگے سینہ سپر ہوگا
یا یہ کہ بہتونکو راستباز بنانیکا وسیلہ ہوگا اور بدکاروں کی شرارت کا تحمل کریگا ——
بارہویں آیت میں ہے اسلئے میں اُسے بزرگوں کے ساتھ ایک حصہ دونگا یعنے اُسکے ایماندار
سب انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھنے والے ہونگے وہ لوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ
لیگا اسنے اپنی جان موت کے لئے سپرد کی اور وہ گناہگاروں کے درمیان شمار کیا گیا یعنے وہ
اپنے قوی بازو اصحاب کو ساتھ لیے ہوئے مال غنیمت تقسیم کریگا کیونکہ بڑے بڑے خطروں میں وہ
اپنی جان عزیز نہ کریگا اور یہ بھی کہ گناہگاران امت کیواسطے اُسے ہمیشہ استغفار کرنی پڑیگی یہی
گناہگاروں کی درمیان شمار ہونا ہے مگر وہ خود گناہان صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہوگا اور زیادہ اسکی
مفصل کیفیت افحام الخصام مطبوعہ ۱۲۹۳ہجری صفحہ ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ میں دیکھنی چاہیے ——

(صفحہ ۲۲) قولہ پہر توریت میں غسل (طہارت) اور نہانے دہونے بدن پاک کرنے کیواسطے
حکم ہوا تہا سو غرض اس ہونے دہانے سے یہ تہی کہ آدمی دریافت کرے کہ روح بدن سے زیادہ
پاکیزگی کی محتاج ہے پہر یہ کہ دہونا اور جسم کی پاکیزگی اُس روحانی پاکیزگی کا نمونہ تہا
جو انجیل کے وسیلہ سے عمل میں آئی ہے اس حالت میں پہر ویسا نہانا دہونا لازم و واجب نہیں بلکہ
اب روحانی و باطنی طور پر عمل میں آتا ہے جیسا کہ عبرانیوں کی ۱۰ فصل کی ۲۲ آیت میں اور
طیطس کی ۳ فصل کی ۵ آیت میں ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ وہ شخص جسکی روح گناہ کی ناپاکی سے
پاک ہوئی ہو اسپے بدن کے پاک رکھنے میں قصور نکریگا الخ (ج) چونکہ بقول پادری صاحب
حضرت عیسٰی کی قربانی کے بعد اب بیلوں کی قربانی ان عیسائیوں میں مطلقاً موقوف ہے
اسیطرح روحانی پاکیزگی کے بعد ممکن نہیں کہ جسمانی پاکیزگی کا عیسائیوں میں رواج ہو اس
لئے پادری صاحب کا یہ محض واہمہ ہے کہ اپنے بدن کے پاک رکہنے میں قصور نکریگا یہ ہرگز
درست نہیں ہے یعنی باوجود روحانی پاکیزگی کے اگر اب بہی جسمانی پاکیزگی عیسائیوں میں
رائج ہے تو توریت کے ظاہری شریعت کے قایم مقام انجیل کی باطنی شریعت کیونکر ہے
پس عیسائیوں کو چاہیئے کہ اور بہی زیادہ گوہ لیٹے رہا کریں تا ثابت ہو کہ روحانی پاکیزگی
میں کامل ہو گئے ہیں

(صفحہ ایضاً) قولہ پہر یروسلم کا عبادتخانہ جو یہودیوں کی قربانگاہ اور عبادت کی جگہہ
تہی اور خدا تعالےٰ اپنے تئیں وہاں ایسا ظاہر کرتا تہا گویا اُس جگہہ میں رہتا تہا سو یہ
ہیکل اسبات کا نمونہ تہا کہ چاہیئے آدمی کا دل خدا کا گہر ہووے پس جس صورت میں مسیح
پر ایمان لانے سے آدمی کا دل خدا کا گہر بنتا ہے تو پتہر کا عبادتخانہ یعنی ظاہری ہیکل پہر ضرور نہیں الخ
(ج) ہیکل یروسلم میں عبادت کرنیوالوں کا دل خدا کی ہیکل تو ہو نہیں سکتا تہا بلکہ حضرت
عیسٰی اور حضرات حواریوں کا دل بہی جو وہاں عبادت کرتے تہے خدا کی ہیکل نہ بنا تہا (متی ۲۱
باب ۱۲ و اعمال ۳ باب ۱ و ۲۱ باب ۲۶-۲۷) مگر عیسائیوں کا دل رات دن شراب و کباب کا
استعمال کرنے سے خدا کی ہیکل بنجاتا ہے اور خدا کی ہیکل بنجانے کی شناخت یہی ہے
کہ عیسائیوں کو سب طرح کی ناپاکی اور گندگی کی عادت ہوجاتی ہے لیکن کیا بت پرست
بہی اور دنیا کے بدترین لوگ بہی یہی دعوی نہیں کرسکتے ہیں۔

(صفحہ ایضاً) قولہ پہر وے عید کے دن جو توریت میں مقرر ہوئے تہے جنکی کسیکو پروانگی نہ تہی

کہ کوئی دنیوی کام کرے بلکہ صرف خدا کی بندگی اور آخرت کی فکر میں مشغول رہے سو یہ عید ظاہری دل کی ان عیدوں کی نمونہ تھیں جو قرب محبت الہی سے مراد ہے الخ ج سب انبیا علیہم السلام کو باوجود عیدوں کے قرب الہی حاصل ہوا تھا اور نہ انکہیں محبت الہی تھی فقط عیسائیوں کو بپتسما لیتے ہی یہ حاصل ہو جاتا ہے عجب یہ کہ حضرت عیسی اور حضرت حواریوں کو بھی جو عیدوں کو مانتے تھے یہ قرب الہی حاصل ہوا تھا جو عیسائیوں کو بے آبدست لئے حاصل ہو جاتا ہے۔

(صفحہ ایضاً) قولہ پہر ختنہ جو بنی اسرائیل کو امر ہوا تھا پرانے عہد کی ایک ظاہری نشانی ہونیکے سوا سے نفس کی خواہش کاٹ ڈالنے کا ایک نمونہ تھا جیسا کہ اب انجیل پر ایمان لانیکے سبب نفس کی خواہشوں کو کاٹ ڈالنا عمل میں آتا ہے الخ ج لیکن ناک کٹوانے سے بھی دل کی خواہش کاٹ ڈالنا عمل میں آ سکتا ہے یا نہیں پہر کیا ضرور ہے جو فقط ختنہ کو دل کی خواہش کاٹ ڈالنے کا نشان سمجہیں قطع نظر اسکے سب انبیا بنی اسرائیل جو باطنی طور پر یہ سب باتیں عمل میں لاتے تھے انکی گمراہی میں پہر کیا کلام رہا نعوذ باللہ اور انجیل سے یہ قطع خواہش نفس کیا بہی حاصل ہو جاتی ہے کہ انگلستان میں تمام دنیا سے بڑھکر افعال شنیعہ کا رواج ہے اور توریت میں تو زنا کاری کی بہی ممانعت تھی اور ادب والدین اور تعلیم توحید (استثناء باب ۶-۲۱) یاد رکھنا کی اس کا علاوہ کیے بموجب ضرور ہے کہ یہ باتیں بھی کسیکا نشان ہوں۔

(صفحہ ۲۳) قولہ یہی صفات جو توریت میں بیان ہوئی ہیں انجیل میں بہی ہیں اس تفصیل سے کہ محبت اور رحمت و تقدیس و عدالت انجیل میں اور زیادہ عیاں اور وحدت تثلیث کے ساتھ بیان ہوئی ہے الخ ج محض تثلیث کا ذکر کرنیکے واسطے آپکو رحمت اور تقدیس اور عدالت کو بہی شامل کرنیکی تکلیف ہوئی مگر کسر چالاکی کے ساتھ آپ یہاں تثلیث کو لائے ہیں کہ ہرگز کوئی نہ پہچان سکے کہ توریت و انجیل دونو میں تثلیث کو ثابت کرنا مقصود ہے یا فقط انجیل میں لیکن خدا کے فضل سے نہ انجیل میں اسکا پتہ ہے اور نہ توریت میں۔

(صفحہ ۲۴) قولہ اور باطنی احکام بہی توریت و انجیل میں ہی ہیں مگر انجیل میں اور بہی توضیح کے ساتھ مذکور ہوئی ہیں الخ ج یہ کیا بڑی بات ہے جسے بڑے تفاخر کے ساتھ آپ بیان کرتے ہیں تمام دنیا کی کتابوں میں بہی نیک تعلیمات ہوتی ہیں توریت و انجیل پر کیا منحصر ہے قرآن و حدیث میں بہی یہی سب کچھ ہے۔

صفحہ ایضاً قولہ پہر توریت میں حکم ہے کہ اپنے ہمسایہ کو آپ سا دوست رکھ لیکن یہ دو

نے اسطرح کی دوستی و محبت صرف اپنے ہی قوم کیواسطے ٹھہرائی ہے مگر مسیح نے ایسا
بیان کیا کہ صرف نزدیکی اور ایک قوم والے نہیں بلکہ سب ہیں اور یہانتک فرمایا ہے کہ
اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تمپر لعنت کریں اُنکے لئے برکت چاہو اور جو تمسے کینہ رکھیں اُنکا
بھلا کرو اور جو تمہیں دکھہ دیں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو الخ تمام دنیا میں جو نصرانی
سلاطین یورپ کی دغابازیوں اور فریب اور مکاریوں کا شہرہ ہو رہا ہے یہی تو اپنے دشمنوںکو
پیار کرنا ہوگا پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۶ جنوری ۱۸۷۸ء میں لکھا ہے کہ ہرچند سلاطین کے
عہد و پیمان پر چنداں وثوق نہیں کیا جاسکتا ہے مگر انگلینڈ کا روم سے کنارہ کش ہوجانا
ہمارے نزدیک انجام کو برا نتیجہ پیدا کریگا انتہیٰ اور اودھ اخبار نولکشور مطبوعہ ۱۷ دسمبر ۱۸۷۷ء
صفحہ ۲۱۶۱ کالم ۲ میں لکھا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ روس مشہور ہوگیا ہے کہ اُسکے
نزدیک عہدناموں کی کچھہ حقیقت نہیں ہے وہ اپنے عہد و پیمان پر قائم نہیں رہتا ہے ۔
ہمیشہ شاہنشاہ فرانس شاہان انگلستان کو دغاباز کہا کرتے تھے انتہیٰ علیشی جگنناتھ
کے اخبار خورشید عالم لاہور مطبوعہ ۲۷ دسمبر ۱۸۷۷ء جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہے
کہ جنگ حال میں ہم صرف شاہنشاہ روس ہی کو عہدشکن اور پیمان گسل نہیں کہہ سکتے بلکہ
دیگر شاہان یورپ بھی بجز ٹرکی کے اپنے قول و قرار پر ثابت قدم نہیں رہے۔ اس جنگ
میں شاہان یورپ کے قول و قرار کی قلعی کُہل گئی گو بدقولی اور عہدشکنی ہر ایک بشر کے لیے
بُری ہے مگر خصوصًا بادشاہوں کے لئے تو ازبس معیوب ہے انتہیٰ اور اودھ اخبار نولکشور
مطبوعہ ۱۴ فروری ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷۰ کالم ۱ میں ترجمہ لکھنو ٹائمز مطبوعہ ۱۰ فروری ۱۸۷۸ء
لکھا ہے کہ آجکل تو عہدناموں پر کچھہ خیال نہیں ہوتا ہے انتہیٰ ۔ مطلع نور کانپور مطبوعہ
۱۶ فروری ۱۸۷۸ء نمبر ۶ جلد ۹ صفحہ ۷ کالم ۱ میں لکھا ہے کہ ہم تو ایسے عہدناموں پر اعتبار
نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یورپ میں ایسے کاغذوں کا اعتبار نہیں ہوتا ہے انتہیٰ ا
اودھ اخبار مطبوعہ ۲ فروری ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۲۵ کالم ۱ و ۲ میں ترجمہ اخبار ٹریبون مطبوعہ
یکم فروری ۱۸۷۸ء لکھا ہے کہ جو کچھہ روسی اس زمانہ میں خیوہ میں کر رہے ہیں ویسا ہی ایک
زمانہ میں سرکار برٹش نے ہندوستان میں کیا تھا جو ملکی منتظم ہوتے ہیں اُنکی باتوں پر
کسی صورت سے اعتبار نکرنا چاہیئے کیونکہ جب پولیٹکل خیالات آجاتے ہیں تو پایداری
نہیں رہتی ہے انتہیٰ ۔ اخبار کوہ نور لاہور لالہ ہرسکھہ راے جلد ۲۰ نمبر ۲۹ مطبوعہ ۱۵

جولائی سنہ [illegible]ء صفحہ ۵۰۹ میں بحوالہ تاج الاخبار رامپور لکھا ہے کہ ہندو پیٹریٹ مطبوعہ ۲۹
مئی گذشتہ میں ارٹیکل اسٹیٹمین انگریزی اخبار کا ترجمہ منقول ہے کہ بالفعل کا حال ہمکو معلوم
نہیں ہے مگر پانچ چھ برس بیشتر صرف پندرہ ہندوستانی آدمی سارے ہندوستان
میں ہزار روپیہ درماہہ سرکار سے پاتے تھے اور چار آدمی گیارہ سو روپیہ اور اس سے زائد
کے نوکر تھے اس حساب سے سارے ہندوستان کی باشندوں میں جو قریب بیس کروڑ
کے ہیں پانچ کروڑ میں ایک آدمی کو گیارہ سو روپیہ اور اس سے زائد درماہہ کی لیاقت
ارباب سلطنت نے تصور کی اور ایک کروڑ اسی لاکھ میں ایک آدمی کو ہزار روپیہ اور گیارہ سو
روپیہ پانے کے لائق سمجھا اور غالبا ہزار انگریز سے کم نہیں کہ دو ہزار سے لیکر بیس ہزار روپیہ
درماہہ پاتے ہیں۔ سارے اہل ہند کو ہم لوگ یہی چاہتے ہیں کہ مزدور ہی بنے رہیں
اور لکڑی کاٹتے اور پانی بھرنیکا کام انسے لیں یہاں کے لوگوں کو مفلس کرکے
یہاں کی دولت سے اپنی قوم خاص کو غنی کرنا ابتک موقوف نہیں ہوا ہے انتہی ا
پادری صاحبوں کے اخبار شمس الاخبار لکھنؤ مطبوعہ ۱۳ جولائی سنہ [illegible]ء باہتمام پادری
کریون صاحب نمبر ۲۸ جلد ۵ صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے کہ ہندوستان اور ہندوستانیوں کے لئے
اب وہ وقت ہے کہ جس سے زیادہ مصیبت کے ایام کبھی نہیں ہوئے ہاں بیشک سولزیشن
تو ہندوستان کے گھر گھر میں پھیل رہی ہے مگر ننگے سولزیشن کو کیا کریں [illegible]
قل ہو اللہ پڑھ رہی ہیں انتہی ا- جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی اردو کتاب مطبوعہ سنہ [illegible]ء
کے صفحہ ۸۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ اگر بجائے اہل عرب اور ترک کے اہل یورپ
ممالک ایشیا کے مالک ہوتے تو وہ اسلام کو اسطرح نہ رہنے دیتے جسطرح مسلمانوں نے مذہب
عیسائی کو رہنے دیا ہے انتہی اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ چیسٹ فیلڈ صاحب کا
(ہسٹاریکل ریویو صفحہ ۱۳۱) قول ہے کہ اگر اہل عرب اور ترک لوگ اور مسلمان قومیں عیسائیوں
سے اسی طرح پیش آتیں جیسے کہ اہل یورپ نے مسلمانوں سے سلوک کیا تو غالب ہے کہ مذہب
عیسائی مشرقی ملکوں سے بالکل نیست اور نابود ہو جاتا انتہی۔ اور سولھویں صدی عیسوی میں
تمام ملک اسپین مسلمانوں کے وجود سے کمال سخت ظلم و ستم کے ساتھ خالی ہونا تو
کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اب نصرانی علما کو اسکی شرم لگانی ہوگی
نصاریٰ کے یہ سب صفات شہرہ آفاق ہو رہے ہیں یا کسی دوسری قوم کے

بونا پارٹ کا قول ہے کہ عہدنامہ معاہدت وقت کے لئے روک تھام کا دروازہ ہے اور در اصل
کچھہ بھی نہیں جبتک کاغذ سفید تھا کام میں آسکتا تھا قلم پھرتے ہی ردّی ہوگیا (وکٹوریا پیپر
سیالکوٹ مطبوعہ اٹھوارہ دوم مارچ ۱۸۸۶ء حصہ ۴ جلد ۳ نمبر ۲۸ صفحہ ۶ کالم ۱ باہتمام
منشی گیانچند) اور بمبئی کے اخبار ارمغان مطبوعہ ۱۰ - اپریل ۱۸۸۶ء نمبر ۲۳ جلد ۲ صفحہ ۲ کالم ۲
مطابق ۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۳ ہجری میں لکھا ہے کہ دنیا میں اگر کوئی بھی ذی ایمان سچا بیان
ہوگا اسکو کچھہ بھی تو سچائی کا لحاظ ہوگا لیکن آجکل بعض ہمارے یورپین ہمعصر ونکو اسکا
بالکل لحاظ نہیں رہا وہ نہیں سمجھتے کہ ہم کل کیا کہہ آئے ہیں اور آج کیا کر رہے ہیں جھوٹھ
ہو تو اسقدر ہو انتہی - انہیں باتوں کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ اودہ اخبار نولکشور ۲۹ مارچ ۱۸۸۶ء
نمبر ۷۵ جلد ۲۵ صفحہ ۹ ، سیول اینڈ ملیٹری گزٹ کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ ہندوستانی ہمارے
مقاصد کو جو برابر غلط سمجھتے ہیں تو انکو برٹش تعلقات ہند کی تاریخ معائنہ کرنا چاہئیے جب
ہم کوئی تبدیل بدل یا اصلاح کرتے ہیں تو رعایا یہی کہتی ہے کہ ان پر سبقت حاصل کرنے
کے لئے ہم کوئی چال چلتے ہیں انہیں متوہم خیالات سے پولٹیکل پیچیدگیاں لاحق ہوتی
ہیں بر اعظم یورپ میں لوگ کسی قوم کو ایسا ناپسند نہیں کرتے جیسا انگلش کو ناپسند
کرتے ہیں وہ تو نشانہ انگلشمین ہے جسکے دل میں یہ افسوس نہوگا کہ ہماری حکومت ہند سالہا
ہزار برٹش سنگینوں پر منحصر ہے تو ہمکو کوشش کرنا چاہئیے کہ عمدہ دوستانہ برتاؤ کریں انتہی -

(صفحہ ایضا) قولہ پس صاف ظاہر ہے کہ انجیل پرانے عہدنامہ کی کتابوں کو باطل نہیں
بلکہ پورا کرتی اور تکمیل کو پہنچاتی ہے الخ ج پھر کس لئے انجیل میں لکھا ہے کہ اگلا حکم اس
لئے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اٹھ گیا (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) اگر یہی پورا کرنا ہے تو پھر منسوخ
کسے کہتے ہیں -

(صفحہ ایضا) قولہ یہ نہیں کہ ایسے پورے ہونیکے سبب پرانے عہد کی کتابیں باطل و منسوخ
ہوگئی ہوں ہرگز نہیں الخ ج استثنا ۱۴ باب ۸ و احبار ۱۱ باب ۲۶ میں خوک یعنی سور کو
حرام اور ناپاک لکھا ہے اور طیطس ۱ باب ۱۵ میں ہے کہ پاک آدمی کے لئے سب کچھہ پاک ہے
اور ناپاکوں اور بے ایمانوں کے لئے کچھہ بھی پاک نہیں بلکہ اسکا دل اور اسکی عقل ناپاک ہے
انتہی اب کیا منسوخ میں کچھہ دم لگی ہوتی ہے اسکو تو منسوخ کہتے ہیں -

(صفحہ ۲۵) قولہ پرانے عہد کی کتابوں کا مطلب یہ تھا کہ بنی اسرائیل ورثہ پانے والونکو

حکم ونصیحت اور حکایتوں سے سمجھاویں کہ آدمی کا احوال کسطرح بگڑا ہوا ہے اور وہ اپنے
خداوند کے سامنے کیسا گنہگار ہے اور نجات دینے والے کا محتاج ہونا انکو معلوم کرواکر
انکے دل مسیح کیطرف جسکا وعدہ ہوا تھا پھیریں الخ ج یہی مطلب معتقدین قرآن بھی
حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں انجیل سے نکال سکتے ہیں اور وعدہ تو ایک
نبی موسی کے مانند کا توریت میں ہوا تھا (استثنا ۱۸ باب ۱۵ و ۱۸ و ۱۹) جو حضرت پیغمبر اسلام
علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت اسطرح ثابت ہوتی ہے جس سے کوئی منصف انکار نہیں کر سکتا ہے اور نہ
کوئی عیسائی - نوید جاوید کے صفحہ ۲۰۵ - ۲۰۸ میں دیکھنا چاہیے کہ علاوہ مطابقت تشریح
وغیرہ قریب چالیس کی بات میں حضرت پیغمبر اسلام صلعم حضرت موسی علیہ السلام کی مانند تھے اور انہیں
صفحوں کتاب نوید جاوید سے ثابت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو کسی ایک بات میں بھی حضرت
موسی سے مشابہت نہ تھی اُسکے بعد صحائف انبیا علیہم السلام میں پھر اسی خبر کی زیادہ تشریح مندرج
ہوئی (دیکھو ۴۵ زبور و یسعیاہ ۱۴ باب ۱۱-۲۳ و [illegible]) اسی خبر کو حضرت یحیی علیہ السلام نے
بھی دہرایا (دیکھو یوحنا ۱ باب ۱۹-۲۷) پھر اسی خبر کو حضرت عیسی علیہ السلام نے بڑی تاکید
سے اپنے حواریوں کے ذہن نشین فرمایا (یوحنا ۱۴ باب ۱۶) چنانچہ نوید جاوید میں پیشگوئیوں
کے تذکرہ میں یہ سب کچھ بیان کر چکے

(صفحہ ۶۶) قولہ اور وہ دعوی کہ گویا قرآن کے سبب انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں منسوخ
ہوگئیں ہیں سو ایسا دعوے دو وجہ سے باطل ہے اول وجہ یہ کہ نسخ مان لینے سے دو نقص
لازم آتے ہیں اولاً یہ کہ گویا خدا کا ارادہ یوں ٹھہرا تھا کہ توریت کو دیکر ایک اچھا اور فائدہ مند
کام کیسے پورا ہوسکا پھر اُسکے بعد اُس سے بہتر زبور دی جب اُس سے بھی مطلب نہ نکلا
تو اُسکو بھی منسوخ کرکے انجیل دی جب اس سے بھی فائدہ نہوا آخر کو قرآن سے مطلب پورا
کیا الخ ج یہ قیاسات فقط پادریوں کی ہونگے مسلمانوں کو اس سے کچھ علاقہ نہیں ہے
کیونکہ انجیل ہی میں تو لکھا ہے کہ پرانا حکم اسلیے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا (عبرانیوں کا
۷ باب ۱۸) لیکن اگر پادری صاحب نسخ کو پورا ہونا سمجھتے ہیں تو جس سبب سے بقول پادری
صاحب انجیل کا تفاوت توریت سے جائز ہوا اسیطرح قرآن نے بھی توریت و زبور
و انجیل کو پورا کیا ہے -

(صفحہ ۶۷) قولہ دوسری وجہ اس دعوے کی بطلان کی کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں

قرآن کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہو گئیں یہ ہے کہ کلام الٰہی کی آیتوں میں صاف لکھا ہے
کہ توریت اور نئے عہد کی کتابیں ہرگز منسوخ نہ ہونگی بلکہ جبتک زمین آسمان برقرار ہیں انکے حکم بھی
جاری رہینگے جیسا کہ مسیح نے لوقا کی انجیل میں ۲۱ فصل کی ۳۳ آیت میں فرمایا ہے کہ آسمان
و زمین ٹلجائینگے پر میری باتیں کبھی نہ ٹلینگی الخ ج متی ۱۰ باب ۵ میں حضرت عیسیٰ نے حواریوں
سے فرمایا کہ سامریوں کی بستی میں نہ جانا اور یوحنا ۴ باب میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ مع
حواریوں کے سامریوں کی بستی میں گئے اور دو روز وہاں مہمان رہے اور (دیکھو اعمال باب ۸)
پھر ایک جگہ حضرت عیسیٰ نے حضرت حواریوں سے فرمایا کہ کچھ اسباب سفر ساتھ نہ لو (لوقا ۹ باب ۳ و
۱۰ باب ۴) اور دوسری جگہ فرمایا کہ اسباب سفر ساتھ لو (لوقا ۲۲ باب ۳۵-۳۸) اور پولوس
اور یعقوب کے الہام میں جو اختلاف ہے اسے تو سب جانتے ہیں کہ ایک کو سنت میں نجات
حاصل ہونے پر اصرار ہے اور دوسرے کو اعمال سے نجات حاصل ہونے پر اصرار ہے (دیکھو
گلتیوں کا ۵ باب ۴ یعقوب ۲ باب ۲۰) اور یوحنا ۷ باب ۳۴ میں حضرت عیسیٰ نے فرمایا
کہ تم مجھے ڈھونڈھوگے اور نہ پاؤگے اور جہاں میں ہوں تم نہ آسکوگے اور مکاشفات ۳ باب ۲۰
میں لکھا ہے دیکھ میں دروازہ پر کھڑا کھٹکھٹاتا ہوں اگر کوئی میری آواز سنے اور دروازہ کھولے
میں اس پاس اندر آؤنگا اور اسکے ساتھ کھاؤنگا اور وہ میرے ساتھ کھائیگا انتہیٰ
اب کہو ان باتوں میں سے کوئی بات ٹلی یا نہیں۔

(صفحہ ایضاً) قولہ پھر متی کی ۵ فصل کی ۱۸ آیت میں فرمایا ہے کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ
جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جاوے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جبتک
سب کچھ پورا نہو الخ ج لیکن اسکے بعد کی ۱۹ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں توریت
کے احکام شریعت مراد ہیں چنانچہ وہ حکم جو لوحوں پر لکھے تھے اور دستور قربانی اور ختنہ
وغیرہ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹالدے اور ویسا ہی لوگوں کو سکھلاوے
تو آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا (متی ۵ باب ۱۹) مگر نصاریٰ تو ان
میں سے ایک حکم بلکہ پہلے حکم پر (مرقس ۱۲ باب ۲۹) بھی عمل نہیں کرتے باوجود اس کے
عدم وقوع نسخ کا دعوے ہے۔

(صفحہ ۲۸) قولہ تیسری فصل۔ قرآن اور اسکے معتقد دعوے کرتے ہیں کہ مسیحی اور
یہودیوں نے اپنی مقدس کتابیں تحریف کیں الخ ج بیشک بلکہ پادری فانڈر بھی دیکھو

اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۴۵ء صفحہ ۵۵ — ۵۶

(صفحہ ۲۹) **قولہ** وے ان چار سوالوں کے جواب دیتے ہیں کہ آیا پرانے اور نئے عہد کی کتابیں کس وقت میں اور کن لوگوں کی معرفت اور کیونکر تحریف ہوئیں اور ہیر پھیری بدلے لفظ کون سے ہیں اب تک مسیحیوں کے قرضدار رہتے ہیں الخ **ج** کس وقت میں پادری فانڈر کو معلوم ہو گا جنہوں نے خود اختتام دینی مباحثہ میں بہت سے مقامات محرّف گنوا دیے ہیں اور کتاب رقیمۃ الوداد فی روئداد نامہ مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۲۹ — ۴۰ میں جہاں انہیں سوالوں کا جواب مرقوم ہے تحریف کے وقت بھی بتلا دیے گئے ہیں وہاں دیکھنا چاہیے اور کن لوگوں کی معرفت یہ بھی پادری فانڈر کو معلوم ہو گا اور رقیمۃ الوداد کے مذکورہ صفحوں میں دیکھ لو اور کیونکر تحریف ہوئی یہ بھی پادری فانڈر کو معلوم ہو گا اور ہیر پھیر بدلے لفظ کونسے ہیں پادری فانڈر کے اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۵۰ — ۵۸ میں انکی فہرست مرقوم ہے اور پادری عماد الدین کے تحقیق الایمان مطبوعہ ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴ — ۱۶ اور ہدایۃ المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۱ — ۱۰۳ میں بھی وہی فہرست آیات محرفہ اناجیل موجود ہے اور سب سے زیادہ کتاب نوید جاوید میں مشرح کیفیت تحریف ملاحظہ ہو سکتی ہے اور مختصر یہ ہے کہ تیس ہزار بلکہ ڈیڑھ لاکھ مقامات محرفہ کا خود پادری فانڈر کو اختتام دینی مباحثہ میں اقرار ہے —

(صفحہ ایضاً) **قولہ** مسیحی لوگ بطریق اولے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے تحریف پائی ہے اور یہ قرآن جو اب محمدیوں میں مروج ہے اصل قرآن نہیں ہے کیونکہ پہلے تو آپ ابوبکرؓ نے اکٹھا اور پھر مرتب کیا پھر عثمانؓ نے دوبارہ ملاحظہ کر کے اصلاح دی ہے حالانکہ شیعے لوگ ان اشخاص کو کافر اور بے دین جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے کئی صورتوں کو جو علیؓ کی شان میں تھیں قرآن سے نکال ڈالا الخ **ج** شیعہ لوگ اگرچہ جامعین قرآن کو کافر و بیدین جانتے ہیں پہ شیعوں کا قول اثر حجت نہیں ہو سکتا ہے مگر یہ بات کہ شیعوں پر پادری صاحب کی طرف سے یہ صریح تہمت اور بہتان ہے خود شیعوں کے بیان پر منحصر ہے اور شیعوں کے معتبر علما کا اقرار در باب صحت قرآن بکثرت انکی معتبر کتابوں میں موجود ہے چنانچہ حدیقہ سلطانی میں نقلاً عن مجمع البیان فی التفسیر انا له لحافظون مرقوم ہے والزیادۃ فی القرآن بطلانها مجمع علیہ واما النقصان

فرواہ قوم من اصحابنا وبعض الحشویۃ من العامۃ والاصح خلافہ کما نص
بہ سید المرتضی اور جامع المسائل مجتہد لکھنو جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ مشمولہ اخبار الاخبار علامہ جعفر حسین
میں باہتمام محمد علی مالک مطبع اخبار الاخبار مطبوع ہوچکا ہے کہ نمبر ۲۱۱ سوال - نزد
آنجناب بیرون کردن بعضے از خلفا تو تلاوت شدہ بعض آیہ یا بعض سورہ را از قرآن یا سوختن آنرا
از ایشاں ثابت ست یا نہ - جواب - اخراج بعض سورہ بعض آیات ثابت نیست و احراق عثمان رضی
قرآن شریف را در کتب فریقین مسطور ست اور ہمارے نزدیک تو شیعوں کا عقیدہ بہ نسبت حضرات
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملا فتح اللہ شیرازی نے آیہ رضی اللہ عنہم کو
صحابہ کے حق میں لکھا ہے اور خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے کہ بدریوں کو خدا نے مغفرت کا
وعدہ دیا ہے اور انکو یہ خطاب فرمایا کہ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم اور شک نہیں کہ
شیخین جنگ بدر میں شریک تھے چنانچہ منہج الصادقین میں اس آیہ کی تفسیر میں کہا ہے
وَاِن یَّكُن مِّنكُم اَلفٌ یَّغلِبُوا اَلفَینِ بِاِذنِ اللّٰہِ آنحضرت فرمود کہ اے ابوبکر قول تو
قول ابراہیم است و اے عمر قول تو قول نوح ست اور خلاصۃ المنہج میں تفسیر آیہ من یطع اللہ
و رسولہ میں مرقوم ہے کہ آنحضرت صلعم فرمود کہ شما بہترین اہل زمین اند و از جابر انصاری
مرویست کہ بدوزخ نرود یکس از مومناں کہ در زیر شجرہ بیعت کرد و ایں بیعت بیعۃ
رضوان نام نہادند بجہت آنکہ حق تعالیٰ در حق ایشاں لقد رضی اللہ عنہ فرمود شما مومنان
عادلان ہیں شیعوں کی کتابوں میں موجود ہے نعم الصدیق نعم الصدیق ہیں فرمودہ ہیں
اور بسند صحیح امام محمد باقر سے بحوالہ قول آبا و اجداد خود منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت
علیؑ سے پوچھا کہ شیخین (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) کے باب میں آپ کیا فرماتے ہیں
آپ نے فرمایا کہ میں انکو دوست رکھتا ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ ایک گروہ کا گمان تو
ہے کہ یہ آپکی باتیں از راہ تقیہ ہوتی ہیں حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ خوف زندوں سے چاہیئے
نہ کہ مردوں سے یہ کہکر ہشام بن عبد الملک بن مروان خلیفہ وقت کی مذمت شروع کی
پھر فرمایا کہ اگر میں خوف کرتا تو ہشام بادشاہ سے ڈرتا کہ وہ دشمن اہلبیت اور قاتل سادات
تھے جبکہ میں ہشام تک کو بیجا تشنیع کرتا ہوں تو شیخین اور انکے معتقدین سے تقیہ و
خوف کیا معنے - اور میر باقر داماد کتاب نبراس الضیا میں مطلق تقیہ کو معصوم پر
حرام بتلاتے ہیں -

(صفحہ ایضاً) **قولہ** در فانی کی کتاب دبستان میں یوں مسطور ہے کہ کہتے ہیں کہ عثمان نے قرآن کو جلاکر بعض سورتیں جو علیؑ اور اسکی اولاد کی شان میں تہیں نکال ڈالیں الخ ج آپ ہی فانی کا اقرار یوں فرماتے ہیں کہ کہتے ہیں یعنی فانی خود اقرار کرتا ہے کہ کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے قرآن کو جلاکر الخ اس سے ثابت ہے کہ فانی کو اسکی کچہہ تحقیق نہیں ہے بلکہ کسیکو ایسا کہتے اُسنے دیکہا ہوگا پس اسکا کیا اعتبار ہے شاید وہ کہنے والا دیوانہ ہوگا علاوہ اسکے فانی خود مسلمان نہ تہا جو اُسے مسلمانوں کی کتابوں سے واقفیت ہوتی اسلئے جو کچہہ کسیکو کہتے سُنا اُسنے اپنی کتاب میں لکہدیا اور اُسے کچہہ تحقیق نکیا تیسرے یہ کہ ایسی مذہبی بڑی باتوں میں فانی کی کتاب سے سند نہیں پیش کرنی چاہیئے ایسے امور میں خود فانی کے قول کا کیا اعتبار ہے۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** کتاب عین الحیوۃ کے ۲۰۸ ورق ۲ صفحہ میں ایک حدیث مرقوم ہے کہ امام جعفر نے فرمایا کہ سورہ احزاب میں قریش کے اکثر مرد و عورت کی برائیاں تہیں اور وہ سورت سورہ بقر سے بڑی ہی تہی لیکن کم کیگئی الخ ج امام جعفر صادق علیہ السلام مجہہ سے اور آپسے زیادہ قرآنی آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ سے واقف تہے اور وہ سب علماء شیعہ مذکورہ بالا جو قرآن میں کسیطرح کی کمی و بیشی کا یقین نہیں کرتے کتاب عین الحیوۃ کو آپ سے بیشتر اور بیشتر ملاحظہ کرچکے ہیں پس باوجود ملاحظہ عین الحیوۃ اُنکی معلومات نسبت صحت و سلامت آیات قرآنی آپکی عین التہمات خوانی سے زیادہ معتبر ہے

(صفحہ ۳۰) **قولہ** مشکات المصابیح میں جو اہلسنت کی معتبر اور مشہور کتاب ہے کتاب فضائل القران کی پہلی فصل میں لکہا ہے عن عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن حکیم بن حزام یقرء سورۃ الفرقان علی غیر ما اقرءها وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم اقرانیها فکدت ان اعجل علیه ثم امهلته حتی انصرف ثم لببته بردائه فجئت به رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله انی سمعت هذا یقرء سورۃ الفرقان علی غیر ما اقرأتنیها فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارسله اقرء فقرء القراءة التی سمعته یقرء فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم هکذا انزلت ثم قال لی اقرء فقرءت فقال هکذا انزلت ان هذا القران انزل علی سبعة احرف فاقرءوا ما تیسر منه متفق علیه واللفظ لمسلم الخ ج امر کا

جواب تو حدیث ہی میں موجود ہے کہ ان ھذا القرآن انزل علی سبعۃ احرف فاقرؤا ما
تیسر منہ الخ پس جب حضرت رسول اللہ صلعم نے خود ایسا فرما دیا تو تحریف کو اس سے کیا علاقہ
پادریصاحب کی عقل اسوقت کہاں گئی تھی جب تحریف ثابت کرنیکے واسطے اس حدیث کو نقل کیا
بعضے اشعار چند بحروں میں پڑھے جاتے ہیں پھر اگر کوئی انہیں دوسری بحروں میں پڑھنے کیوقت
تحریف کہے تو کیا دیوانہ نہ سمجھا جائیگا۔

(صفحہ ۱۳۲) یہاں پادریصاحب نے مشکوۃ کی تیسری فصل سے ایک اور حدیث صحیح بخاری
کی نقل کی ہے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قرآن جمع ہونیکا ذکر ہے۔

(صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳) ان صفحوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں قرآن جمع
ہونیکا ذکر ہے اور ان حدیثوں سے پادریصاحب نے جو اپنا مطلب سمجھا ہے وہ آئندہ مذکور ہے

(صفحہ ۲۳۴) **قولہ** اب مشکوۃ کی ان حدیثوں سے کئی ایک باتیں ثابت ہوتی ہیں پہلے یہ کہ
خود محمد کے وقت میں ایک شخص نے ایک آیت کو لیا اور دوسرے نے اسی آیت کو ولیا
پڑھا تھا دوسرے یہ کہ قرآن محمد کے وقت میں ایک جلد میں جمع نہیں ہوا تھا بلکہ ابوبکر نے آیات
کو جمع کرنیکا حکم دیا اگرچہ محمد سے اس کام کے واسطے اسکو حکم نہیں ملا تھا بلکہ صرف مصلحت کی
راہ سے کیا تاکہ مبادا آیات گم ہو جائیں تیسرے یہ کہ عثمان نے خلافت کے تخت پر بیٹھکر جب
دیکھا کہ لوگ پھر بھی قرآن کے پڑھنے میں فرق کرتے ہیں اور ڈرا کہ قرآن میں آگے اور زیادہ
خرابیاں ہوں۔ تو زید وغیرہ کو حکم دیا کہ قرآن کو دوبارہ صحیح کریں اور سب آیات قریش کی
زبان میں لکھیں چونکہ اُسنے سب اگلے نسخے جمع کرکے جلا دئے اور اس نئے نسخے سے اور
نسخے لکھوا کر سب جگہہ بھیجدئے اور اسطرح اسکو مشہور کیا اب ہم پوچھتے ہیں کہ عثمان
نے کسواسطے اگلے سب نسخوں کو جلا دیا اگر وہ نیا نسخہ جو اُسنے مشہور کیا اور اب مستعمل
ہے اگلے نسخوں سے مضمون اور الفاظ میں بعینہ برابر اور موافق تھا اور اُسنے صرف آیات
اور سورتوں ہی کی ترتیب اور ترکیب اور طور پر کی تھی تو کیا سبب تھا کہ اُنکو جلا دیا بلکہ لازم
تھا کہ اگر سب کو نہیں تو بعض کو تو ضرور رہنے رکھ چھوڑتا تا اگر کوئی کہے کہ تمنے قرآن کو
تغیر دیا اور بدل ڈالا تو اُن اگلے نسخوں کو اُسکے سامنے رکھے اور کہے کہ لو یہ اگلے نسخے
ہیں دیکھو اور مقابلہ کرو تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ یہ قرآن مضمون اور الفاظ میں اگلے نسخوں سے
موافق اور مطابق ہے لیکن اس بات سے کہ عثمان نے ایسا نہیں کیا بلکہ سب اگلے نسخوں

کو جلا دیا تو کچہہ اور گمان نہیں ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخوں میں ہر ایک اور طرح کا تہا یا یہ کہ جیسا شیعہ
کہتے ہیں کہ اُسنے قرآن کو قصداً کم کیا اور بعض آیات میں تغیر و تبدل کی ہے اور اُس نسخہ کو جو
حفصہ کے پاس تہا اور عثمان نے اُسکو پہیر دیا اُسکی خبر کسیکو پہر نہ ملی اور نہ کسی نے اُسکو
پہر دیکہا شاید عثمان نے مِن بعدہ اُسکے جلا دینے کا حکم دیا ہوگا اگر کسی محمدی کے پاس ہو
تو اُسے ظاہر کرے الخ ج پہلی وجہہ کا جواب صفحہ ۲۰ کے جواب میں ہو چکا کہ کسی آیت کو
ایسا ویسا پڑہنا تحریف کی بحث سے بیعلاقہ ہے اور دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن
مجید اگرچہ حضرت رسول صلعم کے وقت میں ایک جلد میں جمع نہوا تہا اور جمع کرنے کے واسطے
حضرت نے حکم بہی ندیا تہا مگر حضرت ابوبکرؓ نے اُسے جمع کیا اسمیں بہی کچہہ تحریف کا ثبوت
نہیں ہے بلکہ پادری صاحب خود اُسکے جمع ہونیکی وجہ یہ لکہتے ہیں کہ تاکہ مبادا آیات گم ہوجا ئیں
پس یہ تو قرآن کی اور زیادہ حفاظت کا سامان ہوا اس سے تحریف کو کیا علاقہ اور بیحکم
حضرت رسول اللہ کے قرآن جمع ہونیکو تحریف ہونا نہیں کہتے ہیں لیکن بقول علماء نصارےٰ
انجیلوں کو تو حضرت عیسیٰؑ نے لکہنے کا ہی حکم ندیا تہا چنانچہ رومن انجیل رومن کا تہولک چہاپہ
۱۸۶۴ء عیسوی کے شروع میں لکہا ہے کہ مسیح کے سب کام نہیں لکہے گئے (یوحنا ۲۱ باب ۲۵)
اُسنے آپ کچہہ نہیں لکہا اور رسولوں کو حکم نہیں دیا کہ انجیل لکہیں مگر یہ کہ اُسے سنائیں
(رسولوں کا ۱۰ باب ۴۲) انتہےٰ پس جب حضرت عیسیٰ کے چند سال بعد عروج انجیلوں کا لکہا
جانا اور اُسکے چند صد سال بعد اُنکا جمع ہونا جائز ہوا تو قرآن کا بے حکم حضرت رسول اللہ
صلعم کے جمع ہونا کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے اسکے سوا حضرت رسول اللہ صلعم نے قرآن جمع کرنیکو
منع بہی نہیں فرمایا تہا مگر حضرت عیسیٰ نے تو بقول علماء نصاری فقط انجیل سُنانیکا حکم دیا
تہا تب بہی انجیلیں لکہی اور جمع کی گئیں اور تیسری وجہ میں آپ حضرت عثمان کی نسبت لکہتے
ہیں کہ ڈرا کہ قرآن میں آگئے اور زیادہ خرابیاں نہوں پس اس سے پیشتر اگر آپ نے
کوئی خرابی قرآن میں ثابت کی ہوتی تو یہ لکہنا جائز ہوتا کہ ڈرا کہ قرآن میں آگی اور زیادہ
خرابیاں نہوں لیکن جب پیشتر کسی خرابی کا مذکور نہوا تو آگے اور زیادہ خرابیاں لکہنا
پادری صاحب کی خرابی عقل کا نشان ہے حالانکہ پادری صاحب نے یہ فقرہ اُس ٹکڑہ
حدیث بخاری کے خلاصہ میں لکہا ہے کہ فقال حذیفة لعثمان یا امیر المومنین
ادرک هذه الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاریٰ

یعنی خذیفہ نے عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیجئے پیشتر اس سے کہ وہ کتاب میں اختلاف کریں جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا ہے یعنی یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل میں خرابیاں ڈالیں پس توریت و انجیل میں خرابیوں کو ہی پادری صاحب قران میں خرابی سمجھے تب لکھا کہ قرآن میں آگے اور زیادہ خرابیاں تہوں۔ واہ اسی چالاکی کے بہروسہ پر قران میں تحریف ثابت کرنے بیٹھے تھے حالانکہ خدا نے توریت و انجیل کی حفاظت یہود و نصاریٰ کے ذمہ کر دی تہی چنانچہ فرمایا بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ (مائدہ ع ۷) (استثنا ۳۱ باب ۲۴-۲۶) لیکن جب وہ کتابیں اپنی اصلی حالت پر نرہیں یعنی خرابیاں انکیں واقع ہوئیں تو قران مجید کی حفاظت خدا نے اپنے ذمہ لی چنانچہ فرمایا وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ پس قران مجید میں خرابی واقع ہونا ممکن نہیں ہے چہ جائے آنکہ زیادہ خرابیاں۔ چوتھی وجہ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ کیا سبب تہا کہ انکو جلا دیا بلکہ لازم تہا کہ اگر سبکو نہیں تو بعض کو تو ضرور ہی رکھہ چھوڑتا لیکن جس سبب سے بعض کے سوا سب نسخوں کو جلا دینا پادری صاحب روا رکہتے ہیں کیا وہی سبب بعض کو جلا دینے کے واسطے ہی لاحق نہ تہا یعنی سب نسخوں کو جلا دینا رفع اختلاف کے واسطے جب لازم ہوا تو بعض کو باقی رکہنے سے کیا پہر وہی اختلاف برپا نہیں ہو سکتا تہا پہر اگر پادری صاحب بہی اسکو ضروری جانتے ہیں کہ کوئی قدیم نسخہ باقی رکھا جاتا تو پادری صاحب آپ ہی تو اقرار کرتے ہیں کہ اصلی نسخہ تو جو حفصہ کے پاس تہا عثمان نے اسکو پہیر دیا پس یہ نسخہ تو پادری صاحب کے اقرار کے بموجب باقی رکہا گیا تہا لیکن باوجود شہرہ تحریف اناجیل کوئی النسخہ متی بارتلمی وغیرہ کے عہد کا لکہا ہوا پادریوں نے ہی اپنے پاس رکھہ چھوڑا ہے یا نہیں اب وہ سارا اعتراض پادری صاحب کا کہاں گیا کہ کچھ اور گمان نہیں ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخوں میں سے ہر ایک اور طرح کا تہا یا یہ کہ جیسا شیعے کہتے ہیں کہ اس نے قران کو قصداً گم کیا اب یہ گمان پادری صاحب کا بیوقوفی ہو گیا یا نہیں پہر پادری صاحب فرماتے ہیں کہ شاید عثمانؓ نے من بعدہ اسکے جلا دینے کا بہی حکم دیا ہو گا یہ دوسری بیوقوفی پادری صاحب ہی ظاہر فرماتے ہیں بیشک آپکو مناظرہ میں مطلق دخل نہیں ہے کیا ایسے بڑے اعتراضوں کے مقام میں شاید بہی کوئی دلیل ہو سکتا ہے اور پہر یہ کہ حکم دیا ہو گا واہ یہ دیا ہو گا بہی کیا قطعی دلیل آپ نے فرمائی کہ اس نسخہ کا جلانا بہی بطور

اطور خود ثابت ہی کر دیا اگر آپکو یہہ معلوم تہا کہ وہ نسخہ جلایا گیا تو آپکی نسبت ایسا غلط گمان کرنا ہی کیا
ضرور تہا غرض اُس نسخہ کا پہیر دینا تو آپکے اقرار سے ثابت ہے اور اُسکا جلایا نجانا ہی آپ ہی کے
اقرار سے ثابت ہے اب میں کہتا ہوں کہ وہ نسخہ مدت دراز تک رہا یہانتک کہ جب قرآن تمام
دنیا میں بخوبی شایع ہوگیا پہر اُس نسخہ کے حفاظت کی ضرورت نرہی قطع نظر اسکے اُس نسخہ
کی بہی باقی رہنے کی کچہہ ضرورت نتہی کیونکہ ایک ہی شخص کے اہتمام سے قرآن مرتب نہوا تہا
جسپر کسی زمانہ میں اعتراض کا خطرہ ہو بلکہ تمام قوم کی صلاح و تجویز سے یہہ کام ہوا تہا پہر
اعتراض کرنے والا کون تہا جسکی طمانیت ملحوظ ہوتی انریبل ولیم میور صاحب لفٹننٹ
گورنر ممالک مغربی و شمالی جو پادری فانڈر سے معلومات مذہبی میں بہت زیادہ تہے اور پراٹسٹنٹ
مذہب کے بڑے عالم تہے اپنی کتاب لیف آف محمد مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ء جلد اول صفحہ
۲۷ میں لکہتے ہیں کہ نہایت قوی گمان ہے ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہر ایک فقرہ قرآن کا صحیح اور
بلا تبدیل محمد صلعم کا کہا ہوا ہے اور اُسکے نتیجے ہیں جیسا کہ وان ہیمر نے کہا ہے ہم کہتے ہیں کہ
قرآن کو ہم بالیقین ایسا ہی محمد صلعم کا کلام سمجہتے ہیں جیسا کہ مسلمان اسکو کلام الہی سمجہتے ہیں
انتہی اور اڈورڈ گبون صاحب مورخ رومی اپنی کتاب کی جلد ۶ باب ۵۰ میں لکہتے ہیں کہ
قرآن کی بہت سی نقلوں سے وہی اعجاز کا سا خاصہ یگانگت اور عدم قابلیت تحریف کا
متن ثابت ہوتا ہے انتہی پہر انریبل ولیم میور صاحب اپنی کتاب کی جلد اول صفحہ ۱۵ کے
حاشیہ میں لکہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اپنی خاص کتاب کا ہماری کتب مقدسہ کے اختلاف
عبارت سے مقابلہ کرنا ایسی چیزوں کا باہم مقابلہ کرنا ہے جنکے حالات اور اصلی امور میں
کچہہ بہی مناسبت نہیں ہے انتہی پہر اسسٹنٹ پادری عماد الدین نے جس نے اپنی تصنیفات میں
اسلام کی مذمت اور توہین میں کوئی مخالفت باقی نہیں رکہی اپنی کتاب ہدایت المسلمین مطبوعہ
۱۸۶۸ء صفحہ ۷ میں لکہا ہے کہ طرح طرح کی شرارتیں اور قسم قسم کے مضامین جو محمد صاحب کو
معلوم ہی نہ تہے ان مولویوں نے مذہبی کتابوں میں لکہکر دین محمدی کی شکل کچہہ کی کچہہ بنا دی
ہے پر یہی قرآن آجتک وہی قرآن ہے جو محمد صاحب کے عہد میں تہا انتہی۔

(صفحہ ۳۵) قولہ سورہ انبیا میں لکہا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْہِمْ
فَاسْئَلُوْٓا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے ہم نے تجہہ سے پہلے کسیکو نہیں بہیجا
مگر اُن آدمیوں کو جن سے اپنے ارادے بیان کئے پس اہل ذکر یعنے اہل کتاب سے

پوچھو اگر تم اُسے نہیں جانتے اور پھر سورہ یونس میں لکھا ہے کہ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا
اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ یعنے اگر تو اُن چیزوں کے حق
میں جو ہمنے تیرے لئے نازل کیں شک رکھتا ہے تو ان لوگوں سے پوچھہ جنھوں نے تجھہ سے
پہلے کتاب کو پڑہا ہے پس قران کے ان مقاموں سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب کے زمانہ تک
اہل کتاب کی مقدس کتابیں تحریف نہیں ہوئی تہیں الخ ج پہلی آیت میں کفار کے اُس
باطل گمان کا رد ہے جو سمجھتے تھے کہ پیغمبر فرشتے ہوتے ہونگے پس باوجود تحریف کتاب
بہی اہل کتاب اس سے ناواقف نہ تھے اُن سے پوچھہ لینے کا حکم ہوا اور بسبب ناواقفیت
عبارت قرانی پادری صاحب نے ارسلنا کے بعد کے اپنی طرف سے بڑہا دیا ہے اور دوسری
آیت میں جو سورہ یونس سے نقل کی یہ شبہہ رفع کیا گیا ہے جو سمجھتے تھے کہ الہام کا طرز
کلام انسانی محاورہ سے کچھہ اور طرز کا ہوتا ہوگا اور جو اخبار موت و قیامت وغیرہ قران
میں درج ہیں اسکے خلاف الہامی کلام میں کچھہ اور ہی باتیں ہوتی ہونگی پس نہیں حکم ہوا کہ
اہل کتاب سے پوچھہ لو کہ اگلی کتابیں بہی سب اسی قسم کی ہوتی تہیں کیونکہ یہود و نصاری اگرچہ
انکی کتابیں محرف ہوگئیں مگر ان باتوں سے بخوبی واقف تھے۔

(صفحہ ۱۳) قولہ سورہ بقر میں لکھا ہے یابنی اسرائیل لا تلبسوا الحق بالباطل ولا تکتموا الحق
وانتم تعلمون یعنے اے بنی اسرائیل سچ کو جھوٹھہ نہ کرو اور سچ کو نہ چھپاؤ جس حال میں کہ
اُسے جانتے ہو اور اسی سورہ کی دوسری جگہہ میں لکھا ہے اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ
وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ
یعنے کیا جانتے ہو کہ وے لوگ یعنے یہودی تم پر یقین لاویں اور حالانکہ اُنہیں سے ایک فرقے
نے خدا کے کلام کو سنا بعد اُسکے تحریف کی اور یہ بہی سمجھنے اور جاننے کے بعد کیا ہی الخ ج دونوں
آیتوں میں تحریف بلا تعین وقت ایک عام معنی سے بیان ہوئی ہے الخ ج سورہ بقر کے ابتدا
کی شروع میں بہی لفظ یابنی اسرائیل نہیں ہے افسوس کہ پادری صاحب نے قران کو بہی انجیل
سمجھہ لیا ہے کہ جہاں چاہیں تحریف کر دیں۔

(صفحہ ایضاً) قولہ سورہ بینہ میں لکھا ہے کہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب و
المشرکین منفکین حتے تاتیہم البینۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطہرۃ فیہا کتب
قیمۃ وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتہم البینۃ یعنے اہل کتاب اور

مشرکوں نے حق سے منہ پھیرا جب تک کہ روشن دلیل یعنے قران اور پیغمبر یعنے محمد خدا کیطرف سے اُن پاس نہ آئے کہ وے مقدس کتابوں کو مضمون مضبوط حکم آئے ہیں اُن سے بیان کریں اور اُن لوگوں نے جنکو کتاب ملی تھی جدائی نہ کی مگر اُسکے بعد کہ اُنہیں روشن دلیل پہنچی پس اگر ہم بالفرض مان لیں کہ قران کا یہ دعوے سچا ہے تو اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ یہودی اور مسیحیوں نے اپنی مروج کتابوں کو محمد کے ظاہر ہونے اور تعلیم کے شروع کرنے کے بعد تحریف کیا ہے نہ پہلے الخ ج اس آیت سے اتنا ظاہر ہے کہ نبی موعود کے منتظر تھے مگر اُسکے آنے کے بعد منکر ہو گئے یہاں کچھہ تحریف کا ذکر نہیں ہے۔

(صفحہ ۳۷) **قولہ** مصنف کتاب استفسار نے یہی آیت مذکورہ کا مضمون ۴۴ صفحہ میں اسطرح بیان کیا ہے کہ نبی سابق الانتظار کے اعتقاد رکھنے سے جدا یا اُسکے اعتقاد رکھنے میں مختلف و متفرق نہیں ہوئے مگر جب کہ یہ نبی آیا ان معنوں کی راہ سے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی آخر الزمان کی بشارتوں میں اُسکے ظہور کے زمانہ تک کچھہ تحریف و تبدیل نہیں واقع ہوئی ورنہ وے اُسکے منتظر نہوتے اسطرح پر کہ جب وہ آویگا تو ہم مانینگے اور اسپر ایمان لاوینگے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اس استدلال سے درصورتیکہ صحیح اور درست کہا جاوے اتنا ہی ثابت ہوا کہ صرف نبی کے لئے جو بشارتیں تہیں اُن میں تحریف و تبدیل نہیں واقع ہوئی مگر بعد ظہور اُس نبی کی شیہ کہ بیل بہر میں اور کہیں کسی طرح کی خرابی نہیں ڈالی گئی اما بعد ظہور اُس نبی کے تم کلام اب ہم کہتے ہیں کہ مصنف استفسار کی یہ تقریر عین ہمارا مطلب ہے کیونکہ درحالیکہ اُن آیتوں میں جنہیں محمدی بشارتیں کہتے ہیں تحریف و تبدیل واقع نہوئی تو اور آیات میں کس لیے ہوئی الخ ج اول یوحنا ۵ باب ۷ و ۸ میں یہ عبارت زیادہ کی گئی کہ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں انتہے اتاکہ تثلیث کو ثابت کریں اور اس تحریف کا اقرار معہ اور سولہ سترہ آیات محرفہ کے خود پادری فانڈر کی کتاب اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۵ع کے صفحہ ۵۵ - ۵۸ میں موجود ہے اور انریبل ولیم میور صاحب کی اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۶۸ع صفحہ ۱۰۵ میں دوسری صدی عیسوی کا حال اسطرح لکھا ہے کہ اسطرح کے دغا و فریب اکثر کسی نئے مسئلہ کو قدیم ثابت کرنیکے لئے خواہ تادیب میں کوئی تازہ بات ایجاد کرنیکے لئے خواہ کسی سمت اندازی کا اختیار حاصل کرنیکے لئے کام میں آتے تھے اور اس مکر و مکر عام پسند قاعدہ کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ واجب ٹھہراتے تھے۔

(صفحہ ۲۳) قولہ مسلمانوں کی عملداری کی ہر ایک ملک میں جہمیں مسیحی اور یہودی رہتے ہیں بہت سا ظلم اور بُرائی عذاب مسلمانوں سے اُٹھایا اور اُٹھاتے ہیں الخ۔ ج پہر پادری کے اس جھوٹھ پر سیر الاسلام مطبوعہ ۱۸۴۵ء باب ۲ صفحہ ۴۲ میں لکہا ہے کہ اہل اسلام نے ۷۱۲ء میں سپین کو فتح کرکے شہروں سپین کے باشندوں کو اجازت دی کہ وے اپنے قوانین اور مذہب پر قایم رہیں اِنتہیٰ اور ایسے ہی لب التواریخ مولفہ مدرس سکندر فریزر ٹیٹلر مطبوعہ ۱۸۲۹ء جلد ۲ صفحہ ۴۲ میں بہی ہے مگر سولہویں صدی عیسوی میں تمام ملک اسپین کے مسلمانوں کو نصاریٰ نے اس بُری حالت سے نکالا اور قتل کیا اور سب کا مال و اسباب چھینا کہ تمام دنیا کی قومیں یہ سخت ظلم دیکہکر تہرا گئیں اور تمام جہان نے معلوم کرلیا کہ نصاریٰ کے برابر کوئی قوم دنیا میں ظالم اور ناہنجار نہیں ہے اور دنیا کے شروع سے یہ ظلم کسی قوم پر نہوا تہا کہ اُس تمام وسیع ملک میں کسی مسلمان کی قبر تک باقی نہ رہی جان ڈیون پورٹ صاحب نے اپنی انگریزی کتاب مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء صفحہ ۹۰ و ۹۹ و اردو کتاب مطبوعہ ۱۸۷۳ء صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ میں لکہا ہے کہ جب عیسائیوں نے پہلی صلیبی لڑائی میں یروسلم کو لیسرداری گاڈفری دسویں صدی کے آخر میں لے لیا تو اُس وقت بیت المقدس کے قلعہ میں چالیس ہزار مسلمان تہے ان سب کو نصرانیوں نے مع زن و فرزند قتل کر ڈالا نہ ضعیف آدمی نہ عورتیں نہ پناہ مانگنے والے نہ بچہ کوئی بہی نہ بچا جن تلواروں نے ماؤنکو قتل کیا تہا اُنہوں ہی نے بچوں کو قتل کیا یروسلم کی تمام گلیاں مقتولین سے بہر گئیں اور ہر طرف سے مجروحوں کے آہ و زاری کی آواز آنے لگی اور جبکہ سلطان مصر و شام نے دوسری صلیبی جنگ میں یروسلم کو دوبارہ فتح کیا تو اُسنے ہرگز ظلم نکیا اور جب اہل قلعہ نے خود کو اسکے سپرد کردیا سلطان نے اُن عیسائی قیدیوں پر نہایت مہربانی کی اور جو لوگ ایسے غریب تہے کہ اپنی رہائی کی قیمت نہ ادا کر سکتے تہے انہیں مُفت آزاد کردیا انتہیٰ پہر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۴۲ میں لکہا ہے کہ پندرہویں صدی میں ہزاروں بنی اسرائیل اسپین اور پرتگال سے نکالے گئے اور ترکی (یعنے ممالک عثمانیہ) میں آ کر قیام پذیر ہوئے یہاں اُنکی اولاد چار صدیوں سے بہت امن و امان سے رہتی ہے کاتہولک مذہب کو قسطنطنیہ اور سمرنا میں پیرس اور لیونز کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے کسی قانون میں یہ نہیں ہے کہ اس ملک میں غیر مذہب والے اپنے مذہب کی رسموں کو پوشیدہ کریں انتہیٰ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ وہ جو قیامت کا عذاب ہے اُسکی بابت مقدس کتابوں میں صاف خبر دی ہے

کہ خدا کے کلام میں کمی و بیشی کرنیوالے بڑے عذاب میں پڑینگے چنانچہ موسی کی پانچویں کتاب کے
۴ باب ۲ آیت میں لکھا ہے کہ تم اس بات میں جو میں تمہیں کہتا ہوں نہ کچھہ زیادہ کیجیو نہ کم تا کہ تم
خداوند اپنے خدا کے حکموں کو جو میں نے تم تک پہنچائے حفظ کرو پھر مکاشفات کی ۲۲ فصل کی
۱۸ و ۱۹ آیت میں لکھا ہے کہ میں ہر ایک شخص کے لئے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے یہ گواہی
دیتا ہوں کہ اگر کوئی ان باتوں میں کچھہ بڑھاوے تو خدا ان آفتوں کو جو اس کتاب میں لکھی
ہیں اس پر بڑھاویگا اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں کچھہ نکال ڈالے تو خدا اسکا
حصہ کتاب حیات اور شہر مقدس اور ان باتوں سے جو اس کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالیگا الخ

ج یہ مکاشفات کی آیت توریت کے بھی تحریف پر گواہ ہے کیونکہ اگر مصنف مکاشفات کو
اگلی کتابوں میں تحریف ہونیکی خبر نہ تھی تو اپنی کتاب میں تحریف ہونے سے کیوں ڈرا اور تحریف
کرنیوالے کو ایسے سخت عذاب سے ڈرایا یعنے اگر مصنف مکاشفات یہ سخت دھمکی ندیتا
تب بھی دینی کتاب میں تحریف کرنیوالے کے لئے یہی عذاب ہونا سب جانتے ہیں ایسی دھمکی
دینے کی حاجت کیا تھی مگر اسکی ضرورت اسیوجہ سے ہوئی کہ مصنف مکاشفات اگلی کتابوں
میں تحریف ہوجانے سے بخوبی واقف تھا پس اپنی کتاب میں بھی تحریف ہوجانیکا اسے خطرہ
ہوا اور یہ عذاب جو مکاشفات میں مذکور ہوا ہے عیسائیوں پر نازل ہوگا کیونکہ پادری فانڈر
کے اقرار سے کتاب مکاشفات میں بھی تحریف ثابت ہو چکی ہے دیکھو اختتام دینی مباحثہ مصنفہ
پادری فانڈر مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ع صفحہ ۵۵ - ۵۸ میں پادری فانڈر کی یہ عبارت کہ مکاشفات
۸ باب ۱۳ ایک فرشتہ کو آسمان کے بیچوں بیچ اڑتے ہوئے الخ گریسباخ اور شولز دونوں
کہتے ہیں کہ فرشتہ کی جگہہ لفظ عقاب چاہئیے مکاشفات کا پہلا باب ۱۱ آیت میں الفا
اور اومیگا اول و آخر ہوں گریسباخ اور شولز الفاظ اول و آخر الحاق بتلاتے ہیں انتہے ا
قطع نظر اسکے جب مکاشفات میں یہ تہدید مرقوم ہوئی اسوقت سارا مجموعہ عہد جدید موجود
کہاں تھا بلکہ خود یوحنا کی انجیل بھی تصنیف نہوئی تھی اور یوحنا کو عہد جدید کی سب کتابوں
سے اطلاع کہاں تھی کیونکہ وہ مجموعہ تو چوتھے صدی کے آخر میں مرتب کیا گیا تھا۔

(صفحہ ۳۹) قولہ اور یہ جو مسیحی اور یہودیوں نے محمد کو قبول نکیا اور اسکے قبول نکرنے کے
سبب نہایت سختیاں اس سے اور اس کے تابعداروں سے اٹھائیں اسکا باعث صرف
یہ تھا کہ انکی کتابوں میں اسکی کچھہ خبر نہ تھی اور انہوں نے اسکی تعلیم کو بھی مقدس کتابوں

کے موافق بنایا الخ ج یہ کیا حماقت کی دلیل پادری صاحب کو سوجھی کیا حضرت عیسیٰؑ کے
کیطرف بھی یہودیوں کا یہی گمان نہیں ہے اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے
بہت سے شاگرد ایمان لانے کے بعد برگشتہ ہوگئے اور اُنکے پیرو نہ رہے (یوحنا ۶ باب ۶۶)
اور پلوس سے اُنکے ساتھی عیسائی ایشیا والے پھرگئے (۲ طمطاوس ۱ باب ۱۵ و ۴ باب ۱۰ و ۱۶)
اور گاڈفری سہگنس صاحب اپنی کتاب اپالوجی مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء کے ۶ دفعہ ۴۹ میں لکھتے
ہیں کہ محمدؐ یہودی اور عیسائی دونو مذہب کی راستی کے قائل تھے دونوں مذہب والوں میں
سے بہت سے لوگ آپ کے دائرہ میں کھنچ آئے گو دین عیسوی کی راستی کے آپ قائل تھے
تاہم آپکا قول ہے کہ وہ نہایت خراب ہوگیا تھا انتہےٰ اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ اُنہوں
نے اُسکی تعلیم کو بھی مقدس کتابوں کے موافق بنایا یہ صریح جھوٹھہ ہے قرآن کی آیت آیت
تو توریت کے مطابق ہے رقیمۃ الوداد جواب نیاز نامہ اور نوید جاوید کو شروع سے صفحہ
۸۵ تک دیکھنا چاہیئے لیکن یہ انجیل البتہ بالکل توریت کے خلاف ہے کہ جابجا اُس میں
توریت کی توہین موجود ہے دیکھو نامہ بنام گلتیان و نامہ بنام عبرانیان وغیرہ۔
(صفحہ ایضاً) قولہ محمدؐ کیوقت میں بلکہ اُس سے کتنے ہی برس آگے مسیحی دین اکثر ملکوں
میں پھیلا تھا اسطرح پر کہ اناتولی اور شام اور یونان اور مصر اور افریقہ کے اوپر طرف والے
سب مسیحی تھے اور سوا اسکے عرب اور عجم اور ہندوستان میں بھی مسیحی رہتے تھے اور اِٹالیہ اور
فرانس اور ہسپانیہ اور انگلش کے ملک کے رہنے والوں اور جرمنی کے ملک کے اکثر حصہ
کے لوگوں نے دین مسیحی قبول کیا تھا پس ہزاروں مسیحی جو دور دراز ملکوں کے چاروں طرف تھے
کسطرح ہوسکتا تھا کہ ایسے بڑے کام کے (یعنے تحریف کرنیکے) لئے متفق ہوں الخ۔
ج اگلے زمانوں میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں آمد و رفت کم ہونیکے سبب (کیونکہ
اُس زمانہ میں ریل اور تار برقی اور ڈاکخانہ اور سڑکیں اور انتظام امن مسافرین ملکوں میں نہ
تھا) ایک ملک کے عیسائی دوسرے ملک کی انجیل سے واقف نہ تھے اسوجہ سے ہر ملک کی
انجیل جداگانہ تھی نوید جاوید کے صفحہ ۲۶۱-۲۶۹ اسکا ثبوت موجود ہے اور خود انجیل
بھی بڑے بڑے مقدور والوں تک کو میسر نہ آتی تھی اگر انجیل کی صحت کا ایسا ہی یقین ہے
تو خود پادری فانڈر نے کیوں اقرار کیا کہ اب درحالیکہ اصل نسخہ موجود نہ رہا اور قدیم
کتابوں کا شاید ایک ہی نسخہ ابتک باقی نہ رہا ہو پس اُن غلطیوں کی تصحیح کرنیکی کوئی اور

راہ اور تدبیر نہیں ہے مگر یہ کہ اسکی سب نقل نزدیک و دور سے جمع کریں اور عالم و فاضل زبان
دانان اول سبکو مقابلہ کرکے اس راہ سے تصحیح کریں (اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ ۱۸۵۵ع
صفحہ ۱۵ و ۲۵) پھر فانڈر صاحب صفحہ ۱۳۰ میں فرماتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ ویریوس ریڈنگ
بہت ہیں اور کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون سے انتہے ہارن صاحب
کے انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ع میں اور بیلی صاحب کا قول طلوع آفتاب
صداقت باہتمام پادری شیرنگ صاحب رتبہ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کیطرف سے مطبوعہ مرزاپور ۱۸۶۸ع
صفحہ ۲۴۵ میں لکھا ہے کہ اب کسی نسخہ میں مصنف کی سب عبارت نہیں بلکہ سب جہان کے نسخوں میں
پھیل رہی ہے انتہے اور ہمیں اس سے کیا کام ہے جو پادری صاحب کی ان وجوہات قیاسی پر
اور ان چاروں وجہوں مندرجہ صفحہ ۲۹ میزان الحق پر کہ کس وقت میں اور کن لوگوں کی
معرفت اور کیونکر تحریف ہوئی اور بہتیرے بدلے لفظ کونسے ہیں توجہ کریں جبکہ پادری فانڈر
نے خود اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۵ میں اقرار کیا ہے کہ ہم لوگ قائل ہیں کہ بعض حروف
والفاظ میں تحریف وقوع میں آئی اور بعض آیات کی بابت مقدم موخر والحاق کا شبہ ہے انتہے
پھر فانڈر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں کہ ان الفاظ اور آیات مذکورہ کے سوا
بعض اور آیات اور جملے ہیں جو بعض محققین کے قول کے مطابق الحاق ہیں مثلاً یوحنا کا ۸ باب ۱
۱۱ تک پھر یوحنا کا ۵ باب ۴ آیت پھر متی کا ۶ باب ۱۳ آیت کے ان الفاظ پر کہ بادشاہت اور
قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہے الحاق کا گمان ہے انتہی پھر فانڈر صاحب اپنی کتاب کی صفحہ ۵
میں اقرار کرتے ہیں کہ مل صاحب نے تیس ہزار اختلاف گن لئے اور گریسباخ نے ایک لاکھ پچاس
ہزار حساب کئے انتہی تنبیہ ڈیڑہ لاکھ اور الثانی انسائکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ بیان اسکرپچر میں
لکھا ہے کہ وسٹٹن نے ایسی غلطیاں دس لاکھ سے زیادہ گن لی ہیں انتہے اسلئے پادری برکی
صاحب نور افشاں مطبوعہ ۲ مارچ ۱۸۷۶ع صفحہ ۱۷ میں لکھتے ہیں کہ فرض کرو کہ اگر کوئی شخص ثابت
کرے کہ انجیل بالکل بدل گئی یا وہ کتاب الہام سے نہیں لکھی گئی اور بالکل ماننے کے لائق
نہیں ہے تو بھی عیسائی مذہب قایم رہیگا اس بات سے تعجب نکرو کیونکہ عیسائی دین کا قیام
صرف انجیل پر موقوف نہیں ہے انتہے اب کیا ضرور ہے جو ہم پادری فانڈر کے ذرا ذرا سے
ہر قیاسی خفیف عذر پر دفتر جوابوں کے تیار کریں اور جسے مفصل کیفیت معلوم کرنی ہو رقیمۃ الوداد
اور نوید جاوید میں دیکھ لے ۔

(صفحہ ۱۴۱) قولہ ایک جلد جو ہجرت سے دوسو پچاس برس پیلے لکھی گئی اور ہمارے وقت تک باقی ہے اور اسکا نام قدکس واٹیکانوس ہے شہر روم واقع ولایت اطالیہ کے کتبخانہ میں ہے اور ایک اور جلد جو ہجرت سے دوسو برس پہلے لکھی گئی شہر لندن میں موسوم برطنیہ کے کتبخانہ میں ہے اور اسے قدکس الکسندریوس کہتے ہیں پھر ایک اور جلد کہ اُسی کے مانند پُرانی ہے پارس شہر کے ایک کتبخانہ میں موجود ہے اور اسی قدکس افریمی کہتے ہیں الخ (ج) اسکے جواب کی بھی حاجت نہیں ہے جبکہ پادری صاحب خود تحریف اناجیل کا اقرار کر چکے ہیں لیکن وہی محنت گوارا کر کے لکھا جاتا ہے کہ کوڈکس واطیکانوس کو ٹیرغیسیرگ صاحب چوتھی صدی کا اور بشپ مارش پانچویں صدی کے اخیر کا اور موسٹ فاکن صاحب اور ملبین کاش صاحب پانچویں یا چھٹی صدی کا اور دلوین صاحب ساتویں صدی کا بتاتے ہیں اور یہ تعین مدت بھی قیاسی ہے باوجود اسکے وہ نسخہ کثرت خراب ہو گیا اور اکثر جگہوں سے اُسکے حروف جاتے رہے تھے جو کہ دوبارہ لکھے گئے اور کتنی ہی عبارتیں اسمیں داخل کی گئیں اور بعض مقاموں سے لفظوں کو چھیل بھی ڈالا ہے ہارن صاحب اپنی کتاب کی دوسری جلد میں بیان حال کوڈکس واطیکانوس میں لکھتے ہیں کہ اس نسخہ میں ۴۶ باب کتاب پیدائش اول باب سے چھیالیسویں تک اور ۳۲ زبور یعنے ایک سو پانچویں زبور سے ۱۳۷ زبور تک اور نامہ عبرانیاں کی ۹ باب ۱۴ سے آخر تک اور دو نامہ طمطاؤس اور نامہ طیطس اور نامہ فلیمون اور سب کتاب مکاشفات نہیں ہے اور پندرہویں صدی میں کسی نے کتاب مکاشفات اور آخر نامہ عبرانیاں کو لکھکر اسمیں شامل کر دیا ہے اور بہت جگہہ جو حرف مٹ گئے اور بگڑ گئے تھے اُنہیں دوبارہ بنا دیا ہے اور اس نسخہ کی عبارت اور نسخوں سے جہاں مختلف دیکھی تو وہاں اور نسخوں سے لیکر اس نسخے میں داخل کی ہے لیکن اصل کو رہنے دیا ہے اور بعض جا لفظوں کو چھیل بھی ڈالا ہے انتہے اور کوڈکس الکسندریوس کا یہ حال ہے کہ اس نسخہ میں عہد جدید کے ساتھ نامہ اول کلیمنٹ بنام کارنتھیز اور زبور سلیمان ہیں جنکو عیسائی جھوٹے جانتے ہیں اور متی کی انجیل ابتدا سے ۲۵ باب تک نہیں ہے اور یوحنا کی انجیل ۶ باب ۵۰ سے ۸ باب ۵۲ تک نہیں ہے اور نامہ دوم بنام قرنتیاں ۴ باب ۱۳ سے ۱۲ باب ۷ تک نہیں ہے زبور سے پہلے ایک نامہ اتھانی سیس کا بنام مارسی لینس اور اسکے بعد ایک فہرست ایسی زبوروں کی جو دن رات کے ہر گھنٹہ کی نماز میں استعمال کیجائیں مندرج ہے اور چند دھرم گیت اس فہرست میں لکھے

اُن میں گیارہواں گیت حضرت مریمؑ کی تعریف میں تہا اور دلائل یوسی بیوس زبوروں پر اور اُسکے قواعد انجیلوں پر لگائے تہے بعضے عیسائی عالموں نے اس نسخہ کی بڑی مذمت کی ہے چنانچہ ولشٹین صاحب جو اِس نسخہ کے مذمت کرنیوالوں کے سردار ہیں اس بات میں بہی اختلاف ہے کہ یہ نسخہ کہاں کا لکہا ہوا اور کب کا اور کس کا لکہا ہوا ہے گریٹ صاحب اور رسکائز صاحب اسکو اخیر چوتہی صدی سے پہلے کا لکہا ہوا بتاتے ہیں اور وٹسٹین صاحب پانچویں صدی کا اور ڈاکٹر سیمیلر صاحب ساتویں صدی کا اور میکائلس صاحب آٹہویں صدی کا لکہا ہوا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسمیں ایتہانی سیس کا نامہ موجود ہے اور اوڈن صاحب دسویں صدی کا لکہا ہوا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نامہ ایتہانی سیس کا جہوٹا ہے اور اُسکی زندگی میں بن نہیں سکتا تہا اور چودسویں صدی میں جہوٹ کا بڑا زور تہا تو اُسی صدی میں یہ نامہ جعلی بہی بنایا گیا ہوگا اور ہونٹ فاکن صاحب کہتے ہیں غالب ہے کہ کوئی نسخہ یونانی چہٹی صدی عیسوی کے قبل کا لکہا ہوا نہیں ہے اور بارن صاحب اپنی کتاب کی جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۷۸ میں لکہتے ہیں کہ جہان میں کسی کتاب کے دو نسخہ ایسے مختلف نہیں ہیں جیسے کوڈکس الکسندرینوس اور کوڈکس واٹی کانوس اور انمیں عہد عتیق کی کتابیں اصل عبرانی میں نہیں ہیں بلکہ صرف یونانی ترجمہ ہے جسکی بابت نیاز نامہ مطبوعہ ۱۸۱۶ء صفحہ ۱۹۰ میں لکہا ہے کہ ترجمہ سبٹواجنٹ بعض جگہہ غلط ہے اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء میں لکہتے ہیں کہ مشرق کے ملحدوں نے اسمیں تحریف کی ہے۔

اور کوڈکس افریمی کا یہ حال ہے کہ یہ نسخہ مصر کا لکہا ہوا اور ساتویں صدی کا لکہا خیال کیا گیا ہے اس نسخہ کے عہدنامہ جدید میں بہت جگہہ عبارتیں گئی ہوئی ہیں جنکا حال گریسباخ صاحب نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اس نسخہ میں یوحنا کی انجیل کے پانچویں باب کی چوتہی آیت جسپر نہایت بحث ہے حاشیہ پر ثبت ہے بشپ مارس صاحب اسکو ساتویں صدی کا لکہا ہوا کہتے ہیں اور اس نسخہ میں کسی محقق نے تبدیل کی ہے اور بارن صاحب جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۹۴ و ۹۵ میں لکہتے ہیں کہ عہدنامہ جدید کے اندر اس نسخہ میں بہت سے نقصان جنکو وٹسٹین نے اولاً ظاہر کیا اور میکائلیس اور گریسباخ نے ثانیاً وٹسٹین کے اظہار سے نقل کیا ہے پائی جاتی ہیں اور علاوہ اُن نقصانوں کے بہت جا سے پڑہا ہی نہیں جاتا اور گریسباخ سمجہتا ہے کہ اس نسخہ کے لکہے جانے کے بہت عرصہ بعد اسمیں تبدیل ہوئی ہے

اور اس نسخہ میں بہت ہی پرانی عبارتوں کو چہپلا ہے انتہے ا۔

(صفحہ ۲۴۲) قولہ سنہ مسیحی کی پہلی اور دوسری صدی میں کلیمنس نامے اسقف اور اگنیشیوس اور پولیکارپ و یوسطینیوس شہید اور ایرینیوس و کلیمنس سکندریہ اور ترطولیانوس نے کتنی کتابیں تصنیف کیں کہ ابتک انمیں سے بعضی تمام اور بعضی کسیقدر موجود ہیں اور ان معلموں میں سے بعض تو حواریوں کے شاگرد اور بعض حواریوں کے شاگردوں کے شاگرد تھے غرض کہ صعود مسیح کے نوّے برس بعد سے دوسو برس تک یعنے سنہ ہجری کے چار یا پانچ سو برس پہلے انہوں نے یہ کتابیں لکھیں اور پہر سنہ مسیحی کی تیسری صدی میں یعنی سنہ ہجری کے تین سو برس پہلے اوریگنس اور کپریانوس نے بعضی کتابیں بنائیں جو اب تک ہیں اور اسیطرح یہ اشخاص انیسیبیوس و الیفرم شامی و امبروسیوس و باسیلیوس و خرسسطموس و ہیرونیموس و اگوستینوس بہی جو مسیحی قوم میں بڑے مشہور معلم تھے سنہ ۳۰۰ و ۴۰۰ مسیحی میں یعنے سنہ ہجری سے ۳۰۰ و ۲۰۰ برس آگے بہت سی کتابیں بنا کر چھوڑ گئے جو ابتک باقی ہیں اور وے سب کتابیں مسیحی دین کے بیان میں لکھی گئیں اور اکثر انمیں سے نئے اور پرانے عہد کے کتابوں کی شرح اور تفسیر پر شامل ہیں اور اسی سبب پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کے بہتیرے مقام ان میں لکھے ہیں الخ

ج انریبل ولیم میور صاحب اپنی تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۸۴ و ۱۸۵ میں لکھتے ہیں کہ دوسری صدی میں اس بات پر عیسائیوں کے درمیان اختلاف تہا کہ بت پرستوں سے بحث کے درمیان فلسفی کا طریقہ کام میں لانا درست ہے یا نہیں اور یہ اختلاف آخر الامر کلیمنس اور اریجن کی لیاقت کے باعث اور فلسفی کیجانبداروں کی غالب زیادہ گوئی کے سبب اسکندریہ میں رفع ہو گیا اسکے تسلیم کر لینے سے دین کے جانبداروں کو دلیلوں کے لانیمیں تحقیقات کی موشگافی میں عقل کا استعمال یا سچ پوچھو تو تصرف بیجا کرنے میں بڑا فائدہ حاصل ہوا لیکن بحث میں انکی وہ دانا اور بلوہ راستبازی جو کو کبھی کبھی ہوتی ہی ! ورنا تراشیدہ بہی ہوتی تھی اور ان حامیان حق کو زیبا تہی انکے ہاتھ سے جاتی رہی ان دینی دغا اور فریبوں کی اصل جو اسکے بعد تواریخ کلیسیا کے صفحوں کو داغ لگاتے ہیں بعضے آدمی اسی فلسفی کا تعلق تصور کرتے ہیں۔ قدیم فیلسوفوں کے درمیان یہ رسم ایک عرصہ سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے شخص کے نام سے مشہور کر دیں جسکو سب جانتے ہوں تاکہ لوگ انکے مضامین کو دل دیکر پڑہیں لیکن جب سے دین عیسوی میں راہ پائی بجز اسکے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہو اسکی اسوقت کی صفائی میں داغ لگے اور آیندہ

یعنی حق سے بعید

کے لئے بڑی بڑی خرابیوں کا سامان پیدا ہوا یعنی اُن جعلی انجیلوں کی اور اعمالونکی اور مکاشفوں کی
جو ہوئی جو لوگوں نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کردی ہیں جو کتابیں کہ بہت دن بعد
لکھی گئیں لوگوں نے حواریوں کے تو ابعین کی تصنیف بتلا دیں اسطرح کے دغا و فریب اگر کسی نئے مسئلہ کو قایم
ثابت کرنیکے کے لئے خواہ تادیب میں کوئی تازہ بات ایجاد کرنے کے لئے خواہ کسی دست اندازی کا
اختیار حاصل کرنے کے لئے کام میں آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند قاعدہ کو کہ سچ کی تائید
جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ واجب ٹھہرا لیتے تھے انتہٰی اسی تواریخ کلیسیا سے یہ بھی ثابت ہے
کہ چھہ سو سال تک یہ دستور نصاریٰ میں جاری رہا اب پادری صاحب کی عقل کو کیا کہیں جو یہ
بہت سے نام لکھکر سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو دام فریب میں پھنسا لینگے قطع نظر اسکے اگر نصرانیوں
میں جھوٹ کا بازار گرم نہ تھا تو انجیل ہی میں کیوں ترقی مذہب کیواسطے جھوٹھ بولنے کی ترغیب
موجود ہے دیکھو رومیوں کا ۳ باب ۷ علاوہ اسکے کلیمنس کے خط میں یہ فقرہ کہ جو عیسیٰ کو پیار
کرتا ہے چاہیئے کہ اُسکے حکم پر عمل کرے انتہیٰ - انجیل یوحنا ۱۴ باب ۱۵ کا حوالہ عیسائیوں یا
سمجھا جاتا ہے حالانکہ کلیمنس کے خط کا سال تحریر ۹۶ء سے تجاوز نہیں کرتا اور مفتاح الکتاب مطبوعہ
مرزا پور مشن پریس ۱۸۵۸ء صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ انجیل یوحنا ۹۸ء میں تصنیف ہوئی پھر کلیمنس
نے کہاں سے انجیل یوحنا کا فقرہ اپنی کتاب میں درج کرلیا اسلئے بشپ پیرسن نے صاف اقرار کیا کہ
کلیمنس نے انجیل سے نہیں لکھا ہے - (دیکھو لارڈنر کی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء جلد ۲) اور اگناشیس
کی سات خطوں کے دو مجموعہ ہیں اور دونوں مجموعوں میں بموجب تحقیقات نصرانی محققین کے الحاق ہوا ہے
اسکا مفصل حال لارڈنر کی تفسیر جلد ۲ میں مرقوم ہے آسکے سوا ان مصنفوں کی تصنیفات میں جو چند فقرے
بعض انجیلوں سے مطابق ہوگئے اسکا کیا اعتبار ہے کیونکہ اُن مصنفوں نے یہ نہیں لکھا کہ ہم نے
انجیل سے لکھتے ہیں اور اگر اسی پر بھروسہ کریں تو توریت اور انجیل ہی میں جن کتابوں کے نام
یا آیتیں پائی جاتی ہیں وہ کیوں الہامی نہیں سمجھی جاتی ہیں (دیکھو یہوداہ آیت ۹ و ۲۴ طمطاوس ۳ باب
خروج ۲۴ باب ۷ گنتی ۲۱ باب ۱۴) اور اس سب بیان کی مشرح کیفیت نوید جاوید کی کلیسیا ۴ سکرمنٹ
صفحہ ۲۰ و ۲۸ وغیرہ میں دیکھنا چاہیئے اب پادری صاحب جو میزان الحق کے صفحہ ۴۴ میں
لکھتے ہیں کہ مسیحیوں کو کوئی سبب نہ تھا جو تحریف کرتے پس ہم کیا جانیں کہ کوئی سبب تھا یا نہ تھا
مگر تحریف کرنا تو ہر طرح پر ثابت ہوگیا اور جب انجیلوں میں تحریف ہونا پادری فانڈر کے اقرار سے
ثابت ہے تو کلیمنس وغیرہ کی تحریروں کا غیر محرف رہنا کون یقین کرسکتا ہے علاوہ اس کے

ولیم میور صاحب اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۴۸ میں فرماتے ہیں کہ کلیمنس نے وہ خط
لکھا بھی نہ تھا بلکہ اُس نصرانی جماعت کیطرف سے جو شہر روم میں مقیم تھے لکھا گیا انتہیٰ۔ اس سے
ثابت ہے کہ خدا جانے کس نے وہ خط لکھکر مشہور کر دیا تھا مگر نہ فقط یہی خط کلیمنس بلکہ اُن نصرانی
مصنفوں کی تحریروں کی بھی بے اعتباری ہے جبکہ بقول مورخ کلیسیا چھہ سو برسوں تک نصاریٰ میں جھوٹی
تحریروں کا بازار گرم تھا۔

(صفحہ ۴۳) قولہ محمد کے مرنے کے بعد عمرؓ خلیفہ نے اسوقت کے مسیحیوں کے کئی ایک بڑے بڑے
کتبخانے اپنے قبضہ میں کر لئے اُن میں سے شام کی ولایت میں قیصریہ کا کتبخانہ تھا اور مصر میں اسکندریہ
کا کتبخانہ تھا اُن کتبخانوں میں کتب مقدسہ کے قدیم نسخہ تھے اور اکثر مسیحی معلموں کی کتابیں
تھیں جیسا کہ اگلی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے پس اس صورت میں محمدیوں کو آسان تھا کہ مقدس
کتابوں کے قدیم نسخے اور قدیم معلموں کی کتابیں ظاہر کر کے تحریف کا دعوےٰ ثابت کرتے حالانکہ
اُن کتبخانوں کو چھین لینے کی بعد عمرؓ نے اُنکے جلا دینے کا حکم دیا الخ۔ ج جبکہ پادری فانڈر نے
آپ ہی بار بار آیات محرفہ اناجیل کو گنوا دیا اور تیس ہزار اور ڈیڑھ لاکھہ غلطیوں انجیل کا اقرار کر
چکے ہیں جیسا کہ اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد سنہ ۱۸۵۵ء میں یہ سب کچھہ موجود ہے تو پھر کیا
ضرور تھا جو تحریف ثابت کرنے کے لئے اُن کتبخانوں کی کتابیں رکھہ چھوڑتے اسکے سوا لب التواریخ
مولفہ ماسٹر سکندر فریزر ٹیلر جلد ۲ مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۳۵۷ سطر ۴ میں لکھا ہے کہ سنہ ۴۸ قبل
مسیح کے اسکندریہ کے چار لاکھہ کتابوں کا کتبخانہ جل گیا انتہیٰ اور اگر وہ کتبخانہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے جلایا ہوتا تو نسخہ کوڈکس الکسندرینوس جسے آپ دو سو برس پیشتر ہجرت سے میزان الحق
کے صفحہ ۴۱ میں لکھتے ہیں کیونکر بچا ہوا لندن کی موسہ ام برطینہ کے کتبخانہ میں پہونچگیا اس جھوٹھہ
کا بھی کہیں ٹھکانا ہے اور نیاز نامہ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء جسے پادری کرلون صاحب میزان الحق سے
دوسرے درجہ میں لکھتے ہیں (دیکھو میزان المیزان صفحہ ۳) اُسکے صفحہ ۱۵۹ میں لکھا ہے کہ کئی بار
کسی کسی لوٹ میں نسخجات کتاب مقدس کے موجود تھے بعض صحابہ وہاں موجود تھے اُنہوں نے
مسلمانوں کو کتاب مقدس کے نسخجات فروخت کرنے سے منع کیا کہ جس طور قرآن کی بیع
درست نہیں یہ بھی کلام اللہ ہے اسکا بھی فروخت کرنا روا نہیں اسواسطے حکم دیا کہ ان کتابوں کو
اہل کتاب کو بلا قیمت بطور ہدیہ دیدو چنانچہ دی گئیں انتہیٰ۔

(صفحہ ۴۶) قولہ اگر یہود فی مسیح کی خبریں اپنی مقدس کتابوں سے نکالتے تو پہلے اُن آیتوں کو

نکالئے جو صحیح اور صاف گواہی دیتی ہیں کہ مسیح جسکا وعدہ یہودیوں کو دیا تہا یسوع ہے مثلاً اشعیاء فصل کی ۱۴ آیت اور اسی کتاب کی تمام ۵۳ فصل اور دانیال کی ۹ فصل ۲۴-آیت سے ۲۷ تک اور موسیٰ کی پہلی کتاب ۴۹ فصل کی ۹ آیت سے ۱۲ تک اور میخا کی ۵ فصل کی ۱و۲ آیت اور ذکریا کی ۱۲ فصل کی ۱۰ آیت اور ۲۲ زبور کی ۱۶ و ۱۷ و ۱۸- آیت الخ ج اگر ان آیتوں کو نہ نکالنا توریت کے غیر محرف ہونیکا نشان ہے تو یہودیوں نے اسی لیئے ان آیتوں کو نہیں نکالا کہ اُنکے نزدیک ان آیتوں میں مطلق حضرت عیسیٰ کی خبر نہیں ہے اور اسکا مفصل جواب مصباح الابرار فی رد مفتاح الاسرار مطبوعہ ۱۲۸۶ھ صفحہ ۲۹ و افحام الخصام فی رد تفتیش الاسلام مطبوعہ ۱۲۹۳ ہجری صفحہ ۹۴ سے ۹۹ تک دیکہنا چاہیئے۔

(صفحہ ایضاً) قولہ خدا نے یہودیوں کو تاکید کے ساتھ فرمایا کہ اپنی کتابوں میں کچھ کمی بیشی نکریں جیسا کہ موسیٰ کی ۵ کتاب کی ۱۲ فصل کی ۳۲ آیت میں لکھا ہے پس اس حکم کے بموجب یہودی کتب مقدسہ کی محافظت پر ایسے متوجہ ہوئے ہیں کہ اُنہوں نے پرانے عہد کی ہر ایک کتاب کے تمام لفظ اور حرف گن گن کر جمع کئے ہیں کہ مبادا ایک لفظ یا ایک حرف کم وبیش ہو جائے اور اگر پرانے عہد کے کتابوں کے وے نسخہ جو مسیحیوں پاس موجود ہیں اُن نسخوں سے جو یہودیوں میں رائج ہیں مقابلہ کئے جائیں تو ثابت ہوتا ہے کہ بلا کم وبیش ٹہیک ٹہیک اُنسے موافق ہیں پہر پہلے مسیحی اکثر یہودی تہے پس اگر یہود کے معلم مسیح کے زمانہ میں یا اُس سے پہلے پرانے عہد کے مقدس کتابوں کو تحریف کرتے تو وہ البتہ اس بات سے آگاہ ہو کر مسیحی ہونیکے بعد اسکو ظاہر کرتے الخ ج پرانے عہد کی ہر ایک کتاب کے تمام لفظ اور حرف گن لینے کے بعد کون ہمیشہ گنتا رہتا ہے جسسے معلوم ہو کہ اب سقدر کمی وبیشی توریت میں ہوئی اور اول سلاطین ۴ باب ۳۲ میں ہے اور اُسنے (یعنے سلیمانؑ نے) تین ہزار مثالیں کہیں اور اُسکے گیت ایک ہزار اور پانچ تھے انتہے اب اُس ایک ہزار اور پانچ گیتوں کو غزل الغزلات میں گنوانا چاہیئے جسمیں کل ایک سو سترہ آیتیں ہیں اور یہی پادری فانڈر صاحب اپنی کتاب اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ع صفحہ ۳۶ میں اقرار کرتے ہیں کہ توریت کے سب صحیفے نبیوں کے وسیلہ سے لکہے گئے حضرت موسیٰ کے ایام سے تخمیناً پندرہ سو برس پیشتر سنہ عیسوی سے حضرت ملاکی نبی تک کہ چار سو برس قبل از سنہ عیسوی تھا مگر بعض صحیفوں کی بابت معلوم نہیں کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکہے گئے ہیں مثلاً ایوب روت سلاطین وغیرہ کے حق میں یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کس

بنی نے انکو لکھا ہے اور بعض کتب میں اور نبیوں کی بات ہی داخل ہے مثلاً کتاب زبور میں ایسی بہی زبوریں جو حضرت داؤدؑ سے نہیں ہیں اور ویسا ہی حضرت موسیٰ کی پانچویں کتاب کا آخر فصل جس میں موسیٰ کی وفات کی خبر ہے کسی اور بنی نے اُس کتاب میں الحاق کیا گیا انتہےٰ یہ عجیب بات ہے کہ الحاق کرنیوالے کا پتا نہیں مگر اُسکا نبی ہونا پادری فانڈر کو معلوم ہو گیا اور یوسیفس مورخ جو شہور ہے یہا لکھتا ہے کہ ہمارے یہاں ہزاروں کتابیں نہیں ہیں کہ ایک دوسرے کے مخالف اور متناقض ہوں بلکہ ہمارے ہاں فقط ۲۲ کتابیں ہیں اور اُنمیں تمام اگلے زمانوں کا حال ہے اور وہ الہامی سمجھی جاتی ہیں پانچ اُنمیں موسیٰ کی اور ان میں آئین اور عالم کی پیدائش سے موسیٰؑ کی موت تک کا احوال ہے اور اُسکی موت سے بادشاہ اردشیر تک پیغمبروں نے اپنے اپنے وقت کا حال تیرہ کتابوں میں لکھا اور باقی چار کتابیں خدا کی حمد و ثنا میں ہیں انتہےٰ حالانکہ اب توریت میں ۳۹ کتابیں شامل ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں ۱۷ کتابیں اس مجموعہ توریت میں شامل نہ تہیں اسکا مفصل حال نوید جاوید کلیسیا میں دیکھنا چاہیئے۔

(صفحہ ۴۲) قولہ اور مسیح یا حواریوں نے بہی کسی جگہ کوئی بات کہی نہیں کہ یہودیوں نے اپنی مقدس کتابوں میں تحریف کی بلکہ اُسکے برعکس گواہی دی ہے کہ عہد عتیق کی مقدس کتابیں سب کی سب خدا کا کلام ہیں اور اسکے پڑہنے اور مطالعہ کرنیکا حکم دیا ہے اسطرح پر کہ مسیح نے یوحنا کی ۵ فصل کی ۳۹ آیت میں فرمایا ہے کہ کتابوں میں ڈھونڈھو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ ان میں تمہارے لیے ہمیشہ کی زندگی ہے اور یہ وہی ہیں جو میرے لئے گواہی دیتے ہیں اور دوسرے تیموتیوس کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں لکھا ہے کہ ساری کتاب یعنی عہد عتیق کی ساری کتاب الہام سے ہے اور تعلیم اور الزام اور سدہارنے اور راستبازی میں تربیت کے واسطے فائدہ مند ہے اور متی کی ۵ فصل کی ۱۷ اور ۱۸ آیتوں میں مسیح نے یہودیوں سے کہا کہ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے آیا ہوں میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچھہ پورا نہو الخ ج ایک نقطہ یا ایک شوشہ تو ہم جانتے نہیں مگر پادری فانڈر صاحب آپ ہی صفحہ ۱۵ سطر ۹ میں اقرار کرتے ہیں کہ تبدیل اعراب و حروف کی اور بعض جگہ الفاظ کا بہی مقدم موخر ہو جانا بہت سا وقوع میں آیا ہے اور حضرت سلیمان کی ایکہزار اور پانچ گیتوں میں سے فقط ایک سو سترہ آیتیں باقی رہگئی ہیں (اول سلاطین ۴ باب ۳۲) اور حضرت

عیسیٰ نے تو اُس سامری عورت کو ہیکل کا اصلی مقام بھی نہ بتایا تھا اگرچہ یہودی یروسلم کی ہیکل میں عبادت کرتے تھے (یوحنا ۴ باب ۲۱) اور نہ سامریوں کو عیبال کی جگہ جرزیم کا لفظ توریت میں بدل لینے پر ملامت کی تھی۔

(صفحہ ۴۸) قولہ جب بنی اسرائیل بابل میں قید ہوئے اُس وقت ہی کتب مقدسہ تحریف و تغیر سے بچی رہی ہیں الخ پھر عزرا کے ہاتھ سے توریت لکھے جانیکی کیا وجہ ہے وہی توریت اصلی کیوں نہ بدستور رہنے دی۔

(صفحہ ۵۱) قولہ سورہ یوسف کے اوائل قرآن کے بعض نسخوں میں یرتع ویلعب کی جگہہ لفظ مرتع وملعب پایا گیا الخ ج اس کا ثبوت کیا ہے اور پادری فانڈر صاحب آپ ہی تو اسکا جواب دیتے ہیں کہ اس سبب سے کوئی نہ کہیگا کہ قرآن تحریف پا گیا (دیکھو میزان الحق صفحہ ۵۱ سطر ۱۲)

(صفحہ ۵۳) قولہ انجیل و توریت میں کسی جگہہ نہیں کہا کہ توریت میں یا انجیل میں تغیر تبدیل یا دخل و تصرف کیا ہے الخ ج قلسیوں کے ۴ باب ۱۶ میں ہے لاودیقیہ کا خط تم بھی پڑھو تو اب بتاؤ کہ لاودیقیہ کا خط اس مجموعہ انجیل میں کہاں ہے اور اول سلاطین ۴ باب ۳۲ میں جو ایکہزار اور پانچ گیت حضرت سلیمان کے مذکور ہیں وہ مجموعہ توریت میں کس جگہہ ہیں آپکو معلوم ہوا کہ انجیل و توریت ہی میں یہ تحریف مذکور ہے۔

(صفحہ ۵۴) قولہ نبی اور حواری اگرچہ اور امور میں قابل سہو و نسیان ہوتے ہیں لیکن پیغام کی تبلیغ و تحریر میں معصوم ہیں اس جہت سے انبیا و حواریوں کا لکھنا سہو و نسیان سے مبرا ہے اگر انکی کتاب میں کسیکو کہیں اختلاف یا محال عقل معلوم ہو تو یہ اُسکے عقل و فہم کے نقص کی دلیل ہے نہ کلام کے نقص کی کیونکہ عقل تو کتاب کی محکوم ہے حاکم نہیں ہے اور پرانے اور نئے عہد کی سب کتابیں از راہ الہام انبیا و حواریوں کی معرفت لکھی گئی ہیں انجیل کے ان تین کتاب کے سوا یعنے مرقس لوقا اور اعمال کی کتاب جو مرقس اور لوقا حواریوں کے شاگردوں کے معرفت بموجب حکم و امداد پطرس و پولس حواری کے مرقوم ہوئی ہیں اور اس سبب سے یہ بھی کتب الہامی ہیں اور اگرچہ پرانے عہد کی بعضی کتاب کے لکھنے والے کا نام معلوم نہیں ہے لیکن مسیح کی گواہی سے اور ان دلائل سے بھی جو کتب اسناد میں لکھے ہیں معلوم و یقین ہوتا ہے کہ وے کتب بھی الہام کی راہ سے اگلے نبیوں میں سے

کسیکے وسیلہ سے لکہے گئے ہیں اور حق و صحیح ہیں جانا چاہیئے کہ سب نبیوں کا نام بہی نہیں لکہا گیا چہ جائیکہ سب کا کام اور احوال بیان ہوا ہو الخ ج لوقا و مرقس نہ حواری تہے نہ الہام یافتہ جیسا کہ انجیل لوقا کے دیباچہ سے ظاہر ہے اور انجیل مرقس و لوقا و کتاب اعمال کو پادری صاحب انجیل کی ۳ باب لکہتے ہیں اس جہوٹ سے پادری صاحب کو کچہہ شرم بہی آئی ہوگی کسی کتاب میں نہ دیکہا ہوگا کہ جو ایک باب میں مطالب ہوں وہی دوسرے باب میں حالانکہ جو حالات انجیل مرقس میں ہیں وہی انجیل لوقا میں اور اگر وہ انجیل کے تین باب تہے تو صفحہ ۶۲ سطر ۹ میں اناجیل اربعہ آپ نے کسکا نام لکہا ہے پہر یہ انجیل کے تین باب کیونکر ہوگئے اور مسیح کی گواہی سے اگلے نبیوں کی کتابوں کا الہام سے لکہا جانا یقین ہوتا ہے نہ یہ کہ اُنکا غیر محرف رہنا۔

(صفحہ ۵۵) قولہ اگر تو سوال کرے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمد اور اُسکے تابعدار ایسے جہوٹے دعوے میں پڑے ہوں کہ گویا پرانے اور نئے عہد کی مقدس کتابیں منسوخ و تحریف ہوگئی ہیں اور ایسے دعوے کا سبب کیا ہوگا تو اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا دعوے کرنا اُنکو ضرور تہا کیونکہ اگر نکرتے تو البتہ محمد کی باتوں سے صاف خلاف ظاہر ہوتا اس لئے کہ وہ ایک طرف سے اقرار کرتا تہا کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کی جانب سے ہیں اور دوسری طرف سے اُن کتابوں کے برخلاف بیان کرتا پس اسصورت میں تدبیر صرف اسی میں ٹہری کہ یہ دعوی و بہانہ پیش لاوے کہ نئے اور پرانے عہد کی کتابیں تحریف اور قران کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہوگئی ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ کتابیں قران سے موافقت نہیں رکہتیں الخ ج اے بدزبان پادری فانڈر خدا سے ڈر کیا قران شریعت موسوی سے موافقت نہیں رکہتا ہے یا انجیل دیکہو عبرانیوں کا ۸ باب ۱۳ جب اُسنے نیا کہا تو پہلے کو پرانا ٹہرایا پر وہ جو پرانا اور دنی ہے سو مٹنے کے نزدیک ہے انتہے اسلئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے پرانی چیزیں گذر گئیں دیکہو ساری چیزیں نئی ہوئیں (۲ قرنتیوں کا ۵ باب ۱۷) وہی ہماری صلح ہے جس نے دو کو ایک کیا اور اس دیوار کو جو درمیان تہی ڈہا دیا اور اپنا جسم دیکر دشمنی کو یعنے شریعت کے حکموں اور رسموں کو کہو دیا (افسیونکا ۲ باب ۱۴ و ۱۵) پس اگلا حکم اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تہا اُٹہہ گیا (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) مگر قران کی تو آیت آیت توریت سے موافقت رکہتی ہے رقیمۃ الوداد اور نوید جاوید میں دیکہہ لو اور تم آپ ہی تو توریت و انجیل کی تحریف کا غل مچا رہے ہو دیکہو اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ع صفحہ ۵۵ سے ۵۸ تک پہر اوروں کی اس باب میں کیوں شکایت کرتے ہو کبہی تو اس بے ایمانی سے شرم کیا کرو۔

(صفحہ ۵۸) قولہ ۲ باب عبادت کے قاعدے ہی انہیں ٹھہرا دئے تا کہ بنی اسرائیل ان کے سبب ساری قوموں سے ممتاز و جدا ہو کر اور خداوند کی خاص برکت و سعادت سے توفیق پا کر اُسکی خاص قوم ہوں اور آئندہ نجات دینے والے کے قبول کرنے پر مستعد اور تیار رہیں اور اسے عجیب طور سے چالیس برس کے عرصہ میں جب وہ عرب کے بیابان میں پھرتے تھے خدا نے اُس فرقہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا الخ ج آئندہ نجات دینے والے کے قبول کرنے پر بنی اسرائیل کتنی پشتوں کے بعد تیار ہوئے تھے کیا پندرہ سو برسوں میں اُنکی پندرہ پشتیں ہی گذری ہونگی پس آئندہ نجات دینے والے سے پیشتر جتنے بنی اسرائیل وفات پا گئے انہوں نے تو بالکل نجات نہ پائی ہو گی اگرچہ اُن میں بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام بھی تھے اور عجب کہ عیسائی تو بپتسما لیتے ہی نجات دینے والے کو قبول کر لیتے ہیں مگر بنی اسرائیل پندرہ سو برسوں تک آئندہ نجات دینے والے کو قبول کرنیکے لئے تیاری کرتے رہے انہیں گڑہیوں کی کہانی کے بھروسہ پر عیسائیوں میں آپ پادری ہو گئے لیکن اگر اسکی کچھ بنیاد ہو تو خدا نے چالیس برس بنی اسرائیل کو عرب کی بیابان میں اسلئے رکھا تھا کہ تم سبکو آئندہ نجات کی راہ بتا نیوالا اسی سرزمین سے ظاہر ہو گا۔

(صفحہ ۵۹) قولہ سلاطین اور تواریخ ایام اور عزرا وغیرہ۔ سلیمان کے احوال کو بھی بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کسطرح بادشاہی کی اور کیسے پرہیزگار تھے الخ ج اول سلاطین اباب ۱۱ میں اُنکی بت پرستی مذکور ہے اب ہم پادری کو چھوڑ کہیں پا سکتا بکو۔

(صفحہ ایضاً) قولہ اس سبب سے کہ اکثر یہودیوں نے یسوع مسیح کو قبول نہیں کیا خدا کے غضب سے مسیح کے چالیس برس بعد ہیکل اور یروشلم دونوں خراب اور یہودی تتر بتر ہو گئے الخ ج اگر خدا کے غضب سے یہودی تتر بتر ہو گئے تو مسلمان ضرور خدا کے مقبول ہیں جو تیرہ سو برس سے یروشلم پر قابض ہیں۔

(صفحہ ۶۰) قولہ دوسرے یہ کہ بنی اسرائیل پر ظاہر ہو جاوے کہ صرف عبادت کے آداب اور امر و احکام کے سبب گناہ کے قبضہ اور نفس کے مکر سے نجات نہیں پا سکتے الخ ج عبادت کے آداب سے نجات نہیں پا سکتے کتاب کی ورقوں سے جوڑ پوچھنے اور شراب و کباب سے نجات پا سکتے ہیں واضح ہو کہ اگرچہ نجات محض افضال و رحمت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے مگر رحمت کا مستحق ہونے کے واسطے نیکوکاری و عبادت وسیلہ ہے نہ یہ کہ بدکاری و شرابخواری چنانچہ قرآن مجید میں مرقوم ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (اعراف ع ۷)

(صفحہ ۶۱) **قولہ** اگرچہ ان نبیوں کی کتابوں میں حکایتیں اور تعلیمیں بھی مرقوم ہیں لیکن ان کتابوں کا اصل مطلب یہ ہے کہ اُس نجات دینے والے کی نشانیاں اور علامات جسکے حق میں ابرہام و یعقوب اور موسیٰ کو خبر دی گئی زیادہ بیان کریں الخ ج بلکہ پادری فانڈر کی اس زٹل بکنے کی نشانیاں زیادہ بیان کریں ۔

(صفحہ ۶۲) **قولہ** وہ تسلی دینے اور مدد کرنے والا یعنے روح قدس جسکا وعدہ مسیح نے حواریوں سے کیا تھا اُسکے عروج کے دسویں دن کسطرح اپر نازل ہوا الخ ج یہ وعدہ انجیل یوحنا ۱۴ باب ۱۶ میں مرقوم ہے اور جس لفظ کا ترجمہ یہاں تسلی دینے اور مدد کرنیوالا پادری فانڈر نے لکھا ہے وہ در اصل پارہ قلت ہے جیسا مفتاح الاسرار مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء صفحہ ۵۴ سطر ۲۲ میں نہیں پادری فانڈر نے اقرار کیا ہے اور جسکا معرب فارقلیط ہے چنانچہ ترجمہ عربی از جانب کلیسیائے روم مطبوعہ ۱۶۷۱ء اور ترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۵۵ء میں بھی پاراقلت کا ترجمہ فارقلیط موجود ہے اور جبکہ خود علمائے نصارے نے پاراقلت کا عربی ترجمہ فارقلیط کیا تو اب علماء اسلام اور علمائے نصارے کے درمیان اسمیں کچھہ اختلاف باقی نہ رہا کہ وہ خبر حضرت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حضرت عیسیٰ ع نے دی تھی جسکا ذکر قران مجید میں ہے کہ یاتی مِن بعدی اِسمُہٗ احمدُ کیونکہ باتفاق علماء اسلام اور علماء نصاریٰ کے فارقلیط کے اصل معنے احمد ہیں نہ یہ کہ تسلی اور مدد کرنیوالا اور حضرت عیسیٰ کے عروج کے دس دن بعد اس وعدہ کا ظہور نہ تھا ورنہ وہاں بھی یہی لفظ پاراقلت مرقوم ہوتا تا ثابت ہوجاتا کہ یہ وہی وعدہ وفا ہوا جسکا ذکر انجیل یوحنا میں ہے اور اسکا مفصل حال کتاب مصباح الابرار مطبوعہ ۱۲۹۴ ہجری فی رد مفتاح الاسرار صفحہ ۵۱ ۔ ۸۰ تک اور نوید جاوید صفحہ ۴۸۹ ۔ ۵۰۸ تک میں دیکھنا چاہیے ۔

(صفحہ ۶۳) **قولہ** مسیحی کلیسیا کی بنیاد اسطرح پر قایم کی کہ آخر کو جہان کی سب قومیں اُس میں داخل ہونگی الخ ج یہ عجیب بات ہے پادری فانڈر کو بھی الہام یافتہ پیغمبروں کیطرح آئندہ کی خبر دینے کا دعوے ہے ۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** انکیس کتابیں انجیل میں اور ہیں جو حواریوں سے خدا کے الہام کی معرفت مکتوبوں کے طور پر بعضے بڑھا کر اور بعضی گھٹا کر لکھی گئیں اور اونکے نام مکتوب رکھکر ہر ایک کے نام جدا جدا ٹھہرائے ہیں اور اُنمیں یسوع مسیح کی باتیں اور تعلیمیں مذکور ہوئی ہیں اور مفصل بیان ہوا ہے کہ مسیح نجات دینے والا اور تمام عالم کا شفیع ہے الخ ج کیا اُنہیں مکتوبوں

ہیں یا یہ جعلسازی بہی نہیں موجود ہے کہ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں (اول مکتوب یوحنا ۵ باب ۷ و ۸) اور کیا ان مکتوبوں میں اکثر جگہ تحریف ہونے کا خود پادری فانڈر کو اقرار نہیں ہے (دیکھو اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۵ وغیرہ) اور کیا اُن مکتوبوں کے بہت سے مقامات محرف خود پادری فانڈر نے نہیں گنوائے ہیں (ایضاً) پہر جو ان مکتوبو میں لکھا ہے اُسکا اعتبار کیونکر ہو۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** یوحنا کی مکاشفات ہیں جنکا مطلب عمدہ مثالوں پر شامل ہے جو یسوع مسیح کیطرف سے یوحنا حواری پر عالم رویا میں کشف ہوئیں اور اُن مثالوں سے کلیسیا یعنے مسیحی جماعت کا احوال آخر تک ظاہر ہوکر معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کیونکر برا ارادہ سے استحان پر آمادہ ہوتا اور سعی کرتا ہے کہ کلیسیا کو برباد کرے اور آخر کو مسیح کے مخالف یعنے دجال کے ظلم و ستم کے وسیلہ سے کیسے کیسے جور و جفا مسیحیوں پر کریگا الخ ج اگر پادری فانڈر کا وہی مذہب ہے جسے مارٹین لوتہر نے اصلاح دی یعنے پراٹسٹنٹ تو شیطان عیسائیوں کا مددگار ہے یا مخالف مرارت الصدق مولفہ پادری بیڈیلی صاحب و ترجمہ پادری طامس نکلس صاحب حسب الارشاد پادری مریا انجلو صاحب مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۸ وغیرہ میں لکہا ہے لوتہر کہتا ہے کہ میں ایک جوڑی ایسے عجیب شیطانوں کی اپنے پاس رکہتا ہوں گویا وہ انتخاب ہیں روئے زمین کے علماء ربانیوں کے اور یہ دونوں ہر دم میرے ساتہ رہتے ہیں انتہیٰ اور چونکہ دجال مسیح ہونیکا دعوے کریگا تو اُسکے جو لوگ کہ رفیق ہونگے وہ ضرور نصاریٰ ہونگے چنانچہ انجیل میں بہی اسکی خبر ہے کہ وہ دن (قیامت کا) نہیں آویگا جب تک کہ پہلی برگشتگی نہو اور وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند (دجال) ظاہر نہو (۲ تسلونیقیوں کا ۲ باب ۳) پس باتفاق جمیع مفسرین انجیل یہ برگشتگی عیسائیوں میں مذکور ہے اور اسکی علامت یہی فرمائی گئی کہ سب عیسائی دجال کے ساتہ ہوجاینگے اسلئے حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ اُسدن بہتیرے مجھے کہینگے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت (انجیلی منادی) نہیں کی اور تیرے نام سے دیوونکو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کیں اسوقت میں اُنسے صاف کہونگا کہ میں کبہی تمسے واقف نہ تہا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو انتہیٰ پس حضرت عیسیٰ کو خداوند خداوند کہنے والے یعنے انہیں خدا جاننے والے عیسائیوں کے سوا اور کون لوگ ہیں انہیں سے حضرت عیسیٰؑ صاف کہدینگے کہ اے

بدکارو میرے پاس سے دور ہو کیونکہ انکی بے ایمانیوں کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ نے پیشتر سے فرمادیا تھا کہ کیا ابن آدم آکر زمین پر ایمان پاویگا (لوقا ۱۸ باب ۸) اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اُسکے لشکر کیلئے تیار کی گئی ہے (متی ۲۵ باب ۴۱) تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش کے مطابق کرو (یوحنا ۸ باب ۴۴)

(صفحہ ۶۶) قولہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کی ۶ فصل کی ۴۔ آیت میں لکھا ہے سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا اکیلا خدا ہے اور یسعیاہ کی ۴۵ فصل کی ۱۵۔ آیت میں مذکور ہے کہ میں ہی اکیلا خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں اور پہلی قرنتیوں کا ۸ فصل کی ۴۔ آیت میں لکھا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ بت ہرگز کچھ چیز نہیں اور کوئی خدا نہیں مگر ایک اور افسیوں کی ۴ فصل کی ۶۔ آیت میں مذکور ہے کہ ایک خدا جو سب کا باپ سبکے اوپر اور سب کے درمیان اور تم سب میں ہے اور پھر یہ کہ خدا روح کی مانند غیر مرئی ہے اور جسمانی نظر سے دکھائی نہیں دیتا چنانچہ یوحنا ۴ فصل کی ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ خدا روح ہے اور وہ جو اُسکی پرستش کرتے ہیں ضرور ہے کہ روح اور راستی سے پرستش کریں اور پہلے تیموتیوس کی ۶ فصل کی ۱۵ و ۱۶ آیت میں ذکر ہے کہ وہ مبارک اور اکیلا قدرت والا بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے بقا اُسی کو ہے وہ اُس نور میں رہتا ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اُسے کسی انسان نے نہیں دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے الخ

(صفحہ ۶۸) قولہ یسعیاہ کی ۴۰ فصل کی ۱۲۔ آیت سے ۱۸ تک لکھا ہے کہ کسنے پانیوں کو اپنے ہاتھ کے چلو سے ناپا اور آسمان کو بالشت سے پیمائش کیا اور زمین کے گرد کو پیمانہ میں بھرا اور پہاڑوں کو پلڑوں میں وزن کیا اور ٹیلوں کو ترازو میں تولا کسنے خداوند کی روح کو تربیت کیا اُسکا مشیر ہو کر اُسے سکھلایا اسنے کس سے مشورت لی ہے اور کسنے اُس کی ہدایت کی اور عدالت کی راہ دکھلائی اور اُسے دانش سکھلائی اور حکمت کی راہ اُسے بتلائی دیکھ قومیں ڈول کی ایک بوند کے مانند ہیں اور ترازو کی دھول کی مانند گنی جاتی ہیں الخ ج اب ذرا خدا سے شرم کر اے مصنف میزان الحق کہ کہاں یہ خدا کی یکتائی کا اقرار اور کہاں وہ تثلیث پر اصرار ایک پلہ میزان میں تو انبار جواہر و دُر ہے اور دوسرا پلہ میزان گرد لطالت سے پُر ہے فی الحقیقت مزاج آپکا جوہنے تولا کبھی ہے ماشہ کبھی ہے تولہ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ یسعیاہ کی ۶ فصل کی ۳ آیت میں لکھا ہے کہ ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے ساری زمین اُسکے جلال سے معمور ہے الخ

ج یہی مکاشفات ۲ باب ۸ میں بھی ہے۔
(صفحہ ۷۴) قولہ (۲ باب ۳ فصل) اعمال کی ۱۷ فصل کی ۲۹ آیت میں مذکور ہے کہ ہم خدا کی نسل ہیں الخ ج واہ کیا عمدہ تعلیم ہے تمام جہان کے انسان تو نسل آدم کہلاتے ہیں مگر نصارے خدا کی نسل ہیں سب انسان اسی لئے آدمی کہلاتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل ہیں مگر نصرانی دعوے کرتے ہیں کہ ہم خدا کی نسل ہیں یہی وجہ ہے کہ نصارے آدمیت سے گذر گئے انمیں انسانیت نام کو بھی نہیں ہے۔
(صفحہ ۷۵) قولہ کتب مقدسہ میں یوں بیان وعیاں ہوا ہے کہ گناہ اور اُسکے نتیجے شیطان کی دشمنی اور فریب کے سبب آدم اور عالم میں بہم پہنچے کیونکہ آدم نے شیطان سے اسقدر فریب کھایا کہ اپنے خالق کے حکموں سے عدول کر کے اپنے دل اور خواہش کو خدا کی طرف سے پھیر لیا اور خداوند خدا نے کہا دیکھو آدم نیک بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا (صفحہ ۷۶) خدا کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی خواہش یہ نہیں کہ آدمی شیطان کے قبضہ اور گناہ و بدبختی میں رہے بلکہ یہ خواہش ہے کہ پھر گناہ سے آزاد و پاک ہو کر پاکیزگی میں خدا کی مانند بنجاے (صفحہ ۷۷) الخ ج یہ ترجمہ کہ آدم نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا صحیح نہیں ہے ترگوم رشی میں اسکا مطلب یہ لکھا ہے کہ وہ یکتا ہے نیچے والوں میں جیسا کہ میں یکتا ہوں اوپر والوں میں اور کیا ہے اُسکی یکتائی جاننا نیک بد کا انتہے اور حضرت آدم کے گناہ سے اولاد آدم کو کچھ علاقہ نہیں ہے نہ کسی اولاد آدم پر گناہ آدم کے سبب توبہ واجب کی گئی ہے کیونکہ حضرت آدم نے باوجودیکہ پہلا گناہ قابل درگذر تھا اُس ایک گناہ کی دوہری سزا پائی یعنے بہشت سے نکالا جانا اور موت پھر اب وہ گناہ کہاں باقی رہا جو اُسکی تاثیر اولاد آدم تک بھی پہنچی اسیوجہ سے لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲ میں لکھا ہے کہ پانچویں قرن کے آغاز میں برطانیہ کے متوطن پلاجیس اور آئرلنڈ کے باشندے سیلسٹیس نے یہ تعلیم شروع کی کہ انسان کی خاصیت میں گناہ کی جڑ نہیں اور ہم لوگ آدم کی نسل میں ہونے سے ناپاک نہیں انتہے اور یہ جو پادری صاحب فرماتے ہیں کہ پاکیزگی میں خدا کی مانند بنجاے اسکا جواب مجھے نہیں آتا مگر یہی کہ ایسا بڑا بول بولنے والا شاید شیطان کی مانند بنجاے کیونکہ خدا تو فرماتا ہے کہ تم مجھے کس سے تشبیہ دوگے اور مجھے کس کی مانند ٹھہراو گے (یسعیاہ ۴۶ باب ۵)
(صفحہ ۷۸) قولہ پس درحالیکہ آدمی واجبات کو پورا نہیں کرسکتا پھر اُس سے کیونکر ہوسکتا ہے

کہ واجبات سے زیادہ کام کرکے ایسا ثواب حاصل کرے کہ اُسکے گناہ کا بدلا اور کفارہ ہو۔
لوقا کی ۱۷ فصل کی ۱۰ آیت میں لکھا ہے کہ چاہیئے اقرار کرے کہ ہم نالائق بندے ہیں کیونکہ جو
ہمپر واجب تہا وہی کیا الخ ج یعنے حضرت آدم کے گناہ کا بہی کفارہ دے اور وہ بغیر عقیدہ مصلوبی
وکفارہ مسیح ممکن نہیں ہے چنانچہ صفحہ ۱۵ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ وہ سعادت جو ابو البشر
آدم نے گناہ کے سبب گم کردی تھی سچا مسیحی اپنے ایمان کی بدولت اُس سے زیادہ حاصل کرتا
اور ایسے مرتبہ پر پہنچتا ہے کہ گویا کھوئے ہوئے آسمان وبہشت کو اُسنے اپنے دل میں اُتار لیا ہے
انتہی۔ اور یہ صریح خبط ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** خدا فقط توبہ کے وسیلہ سے گناہ کی سزا معاف نہیں کرتا الخ ج
پہر توبہ کس لئے ہے۔

(صفحہ ۴۹) **قولہ** ایسا نجات دینے والا جو گناہگاروں کے لئے ایک ایسا کفارہ وفدیہ عمل
میں لاوے کہ عادل ومقدس خدا کا مقبول اور سب کی خلاصی اور نجات کا باعث ہو چاہیئے کہ
اسطرح کا نجات دینے والا آدم زاد کی قسم سے ہو۔ اور وہ یسوع مسیح ہے اور انجیل میں صاف کہا ہے کہ
یسوع مسیح نے اپنی نیکی اور کمال وثواب اور موت کے سبب عادل ومقدس خدا کے سامنے
ایسا کفارہ اور قربانی گذرانی ہے کہ خدا اُسکے سبب بندوں کے تمام گناہوں سے درگذرتا اور اپنی
رضامندی اُسکے شامل حال کرتا ہے الخ ج مطلب اس سارے طول سے یہ تہا اور صفحہ ۴۷ سے
۴۹ تک جو انجیلی نصایح پادری صاحب نے نقل کئے ہیں یہی سب مذہبوں میں ہیں یہ کوئی نئی
بات نہیں ہے اور پادری صاحب اُن سب اعمال نیک کو نجات کا باعث ہی نہیں جانتے ہیں اسلئے
فقط اسی کا جواب کافی ہے کہ حضرت عیسیٰ کا کفارہ اگر ایمانداروں کی نجات کا وسیلہ ہے تو ہماری نجات
بہی ضرور ہوگی کیونکہ ہم سب نبیوں پر ایمان رکہتے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ کفارہ سے پیشتر بہی ہم
حضرت عیسیٰ کو شفیع جانتے ہیں جسطرح سب انبیاء علیہم السلام کو شفیع جانتے ہیں دیکہو متی ۹ باب ۲
حضرت عیسیٰ نے قصہ صلیب سے بہت دن پیشتر ایک مفلوج کے گناہ بخشدئے یعنے اُسکے آمرزش گناہان
کی خبر دی تہی اور اسیطرح ایک عورت کو مژدہ آمرزش سُنایا (لوقا ۷ باب ۴۸) اسیطرح تمثیل مزدوران
انگورستان میں ثابت کردیا کہ خدا کو بے کفارہ ہی گناہگاروں کے بخشدینے کا اختیار ہے (متی ۲۰
باب ۱۵) اسیطرح ایک زانیہ عورت کو معاف کیا (یوحنا ۸ باب ۱۰-۱۱) ذکی کو اُسکے نجات کی خبر دی (لوقا
۱۹ باب ۹) اب پادری صاحب سے پوچہنا چاہیئے کہ بے کفارہ اور مصلوبی یہ سب کچھ کیونکر ہو

پھر موت کے سبب عادل اور مقدس خدا کے سامنے کفارہ اور قربانی گزراننے کی حاجت کیا ہی کیا
سب انبیا و سلف جو حضرت عیسیٰؑ سے پیشتر تھے انہوں نے بے کفارہ مصلوبی مسیح نجات نہ پائی تھی
نعوذ باللہ اسکے سوا حضرت عیسیٰؑ کا مصلوب ہونا پیشتر ثابت تو کیا ہوتا تب کفارہ پر بھروسہ کرتے
حالانکہ بہت معتبر دلیلوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مصلوب نہیں ہوئے دولت فاروقی
مطبوعہ ۱۲۷۵ھ محراب ۲ رکن ۲ صفحہ ۱۴۰ سے ۱۵۴ تک اور نوید جاوید صفحہ ۳۵۲-۴۱۲
اب دیکھنا چاہیئے اب اُن انجیلی تعلیمات کا حال بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ صفحہ ۹۱ میں پادری
صاحب فرماتے ہیں کہ اس شرط کے موافق چاہیئے کہ حقیقی الہام خدا کو پاک اور مقدس بیان
کر کے آدمی کیواسطے بھی پاکی کا مرتبہ بتاوے اور اس شرط کے پورا ہونے سے انجیل کا
خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہوتا ہے الخ لیکن کیا انجیل میں یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ اپنے
ہاضمہ اور اکثر کمزوریوں کے واسطے تھوڑی شراب پی (اول طمطاوس ۵ باب ۲۳) اور پاک
آدمی کے لئے سب کچھ پاک ہے اور ناپاکوں اور بے ایمانوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں (طیطس
۱ باب ۱۵) اگرچہ پہلی شریعت جو حضرت آدم کو ملی یہی تھی کہ منع کئے ہوئے درخت سے پھل
نہ کھانا (پیدائش ۲ باب ۱۶ و ۱۷) اور خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے اور انکار کے لائق نہیں
اگر شکر کر کے کھاویں (اول طمطاوس ۴ باب ۴) اور مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ بولنا
جائز (رومیوں کا ۳ باب ۷) پھر اسی صفحہ ۹۷ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ موسیٰ کی دوسری
کتاب کی ۲۰ فصل کی پہلی سے ۱۷ آیت تک بیان ہے کہ آبا کی بدکاریوں کی سزا انکے لڑکوں
کو جو میرا کینہ رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی نسل تک دینے والا ہوں الخ لیکن یہی تو توریت ہی
میں لکھا ہے کہ اولاد کے بدلے باپ دادا مارے نہ جاویں باپ دادا ونکے بدلے اولاد قتل کیجاے
ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا (استثنا ۲۴ باب ۱۶) پھر صفحہ ۹۸ میں پادری صاحب
فرماتے ہیں کہ اپنے باپ و اپنی ماں کو عزت دے الخ لیکن انجیل میں لکھا ہے کہ مرد اپنے
ماں باپ کو چھوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا (متی ۱۹ باب ۵) اور حضرت عیسیٰؑ نے اپنی ماں سے کہا
کہ اے مستورہ مجھے تجھ سے کیا کام (لوقا ۲ باب ۴) اسلیئے مارٹن لوتھر صاحب فرماتے
ہیں کہ یہ ایک بڑے تعجب کی اور حیرت کی بات ہے کہ وقت تشریح پاک تعلیم سے دنیا روز بروز
بدتر ہوتی جاتی ہے (لوتھران سرن کان) کالون کہتا ہے اتنے ہزاروں میں سے جو انجیل
سے تعلگیری کرنیکو مشتاق نظر آتے ہیں کتنے تھوڑے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کو ترمیم

دی ہو نہیں بلکہ اور کس چیز کا دعوی کرتے ہیں سوائے اسکے کہ وسم کا جواب پینک کر زیادہ بےخوف و خطر ہر ایک قسم کی شرارت اور خیانت میں گرے آر آر ٹس کہتا ہے ان انجیلی آدمیوں پر غور کرو اور اُن میں سے ایک تو مجھے دکھاؤ جو بدکار سے نیک کردار بنا ہے یا میخوار سے صوفی ہوا ہے میں تو نہیں برخلاف اسکے بیشماروں کو دکھا سکتا ہوں جو اس انقلاب سے بدتر ہو گئے ہیں (از مرات الصدق مولفہ پادری بیڈلی صاحب و ترجمہ طامس انگلس صاحب مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۷۷) اسکے سوا یہ تعلیم کس انجیل میں ایماندار و نکالنستان لکھا ہے کہ پادری اور غیر پادری سور کے کباب اور شراب کا استعمال رکھیں اور کاغذ سے پوتڑ پوچھیں اور کسی پادری کی بی بی ایسی نہو جو ہمیشہ زن خاکروب کو اپنی رفیق نہ رکھے کیا پاکیزگی میں خدا کی مانند بنجانے (میزان الحق صفحہ ۷ سطر ۱۱) کی یہی پہچان ہے۔

(صفحہ ۹) قولہ موسی کی کتاب کی ۲۲ فصل کی ۱۸ آیت میں لکھا ہے کہ تیری نسل سے زمین کی ساری اُمتیں برکت پاوینگی الخ ج یہ وعدہ اللہ رب العالمین نے حضرت ابراہیم سے فرمایا تھا اور چونکہ نسل ابراہیم سے یہ وعدہ برکت کا تھا پس نصاری کو تو اس سے کچھ علاقہ نہیں کیونکہ وہ نسل ابراہیم نہیں ہیں اور وعدہ اُس نسل سے ہے کہ جو قیامت تک کبھی منقطع نہوگی اور ہمیشہ زمین کی ساری اُمتوں کو برکت بخشیگی وہ فقط بنی اسمعیل اور حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام ہیں کیونکہ نسل ابراہیم میں دو کے سوا اور کوئی اس وعدہ کا مستحق نہیں ہے یا حضرت اسحق یا حضرت اسمعیل لیکن نسل اسحق میں تو کوئی اب برکت والا نہیں اور حضرت عیسیٰ کو قطع نظر اسکے کہ اُنکی کوئی نسل دنیا میں قایم نہوئی خود اُنہیں کی قوم یعنے یہودیوں نے اس برکت کے وعدہ کا مصداق نجانا تھا مگر دوسرے سلسلہ نسل ابراہیم میں حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کو اُنکی قوم نے بڑی عزت سے قبول کیا اور حضرت صلعم کی نسل سے نسلاً بعد نسل زمین کی ساری اُمتیں برکت پاتی ہیں اور یہ مسلمان ہیں جو حضرت ابراہیم کا سا عقیدہ توحید اور اتباع سمت ابراہیم رکھتے اور اپنے مذہب کو مذہب حنیف کہتے ہیں فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (آل عمران ع ۲) دولت فاروقی مطبوعہ ۱۲۸۰ء صفحہ ۵۱ و ۵۲ میں اسکا مفصل بیان ہے)

(صفحہ ایضاً) قولہ موسی کی پانچویں کتاب کی ۱۸ فصل ۱۸ اور ۱۹ میں لکھا ہے کہ میں اُنکے لئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھہ سا ایک نبی قایم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے مُنہ میں ڈالونگا

اور جو کچھہ مین اُسے فرماؤنگا وہ اُنسے کہیگا الخ ج اس آیت مین شناختین کسی موعود کی بتلائی
گئی ہین اوّل یہ کہ خدا حضرت موسی سے فرماتا ہے کہ انکے بہائیون مین سے تجہہ سا ایک نبی قایم
کرونگا پیدایش ۲۶ باب ۱۲ مین بنی اسمٰعیل کو بنی اسرائیل کا بہائی لکہا ہے اور تجہہ سا یعنے موسے
کی مانند حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کوئی دوسرا نتہا کہ شریعت موسوی اور شریعت
اسلامیہ باہم مطابق ہین اور انکے سوا قریب چالیس فرانی کمالات مین حضرت پیغمبر اسلام صلعم حضرت
موسی کی مانند تہے پہلا کبہی تمہارے خیال مین آیا کہ حضرت موسی جس خدا کی پرستش کرتے
تہے وہ لو وحدہ لاشریک ہے (خروج ۲۰ باب ۳) نہ یہ کہ صاحب تثلیث پس اُس خدا کے بہیجے ہو
نبی کی پہچان اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ وہ موسی کی مانند صرف توحید پرستی کی تعلیم دیتا ہو توحید کا
مین صفحہ ۴۰ سے ۴۸ تک اسکا مفصل بیان ہے دوسرے یہ کہ اپنا کلام اُسکے منہ مین ڈالونگا
انجیل کے طرز الہام کو قران کے طرز الہام سے مقابلہ کرکے دیکہہ لو کہ کسمین خدا کے کلام کا طرز
ظاہر ہوتا ہے یعنے انجیلون مین ایسا محاورہ استعمال ہوا ہے جس سے وہ سب کلام انسان کا
معلوم ہوتا ہے اور قران مجید مین سوائے خدا کے کوئی دوسرا متکلم نہین ہے تیسرے یہ کہ
جو کچھہ مین اُسے فرماؤنگا وہ ان سے کہیگا انجیل یوحنا ۱۴ باب وغیرہ مین حضرت عیسی نے بارہا
فارقلیط یعنے فارقلیط کی خبر دی تہی جسکا ذکر قران مجید مین اسطرح ہے کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد
اور اُس فارقلیط کی صفت حضرت عیسی نے یہ فرمائی تہی کہ وہ اپنی نہ کہیگا لیکن جو کچھہ وہ سنیگا
سو کہیگا (یوحنا ۱۶ باب ۱۳) وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی یہی صفت حضرت
پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی توریت مین مرقوم تہی کہ جو کچھہ مین اُسے فرماؤنگا وہ اُنسے
کہیگا پس اسی کے بموجب حضرت عیسی نے بہی اُس موعود کی شناخت تبلائی تہی کہ وہ
اپنی نہ کہیگا لیکن جو کچھہ وہ سنیگا وہ کہیگا —

صفحہ ایضا قولہ دوسرے سموئیل کی ۷ فصل کی ۱۲ و ۱۳ آیتون مین مرقوم ہے کہ جب
تیرے دن پورے ہونگے اور تو اپنے باپ دادون کے ساتہ سو رہیگا تو مین تیرے بعد تخم کو
جو تیرے صلب سے ہوگا برپا کرونگا اور اُسکی سلطنت کا بندوبست کرونگا [illegible] وہ میرے
نام کا ایک گہر بناویگا اور مین اُسکی سلطنت کا تخت ابد تک قایم کرونگا الخ ج اس سے مراد
حضرت سلیمان علیہ السلام ہین اور حضرت عیسی نے تو خود نسل داؤد مین ہونے کا انکار کیا
(متی ۲۲ باب ۴۵) اور حضرت عیسی نے یہی فرمایا کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہین

(یوحنا ۱۰ باب ۱۶و۳۰)۔

(صفحہ ایضاً) قولہ اور اسی کی بابت یرمیاہ کی ۲۳ فصل کی ۵ و ۶۔ آیتوں میں بھی ذکر ہے دیکھو وے دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ میں داؤد کیلئے ایک صادق شاخ اٹھاؤنگا اور بادشاہ بادشاہی کریگا اور اقبالمند ہوگا اور عدالت و صداقت زمین پر کریگا اسکے دنوں میں یہوداہ نجات پاویگا اور اسرائیل سلامتی میں سکونت کریگا اور اسکا یہ نام رکھا جائیگا خداوند ہماری صداقت الخ ج یہاں بھی حضرت سلیمان سے مراد ہے ورنہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں یہوداہ نے کب نجات پائی وہ تو رومیوں کی تحت حکومت جیسی تھی ویسی ہی تھی یوحنا ۱۹ باب ۱۵ اور اسرائیلی حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں موجود کب تھے وہ تو سینکڑوں برس پہلے حضرت عیسیٰؑ سے اسیری میں جاچکے تھے اسیطرح صفحہ ۹۸-۱۰۲ جسقدر پادری صاحب نے پیشین گوئیاں لکھی ہیں وہ سب بعضے حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہیں اور بعضی اوروں کی پادری صاحب نے تو بے ثبوت فقط آیتیں نقل کردیں اگر اسکا جواب بہ تشریح و تفصیل لکھا جاسکے تو بہت طول ہوجائے اور اگر پادری صاحب ان آیتوں کی شرح کرتے تو جواب بھی مفصل لکھا جاتا اور افحام الخصام اور مصباح الابرار میں اسکا جواب مفصل بھی موجود ہے۔

(صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴) ان صفحوں میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا ذکر ہے جیسا کہ انجیلوں میں لکھا ہے۔

(صفحہ ۱۰۵) قولہ جسوقت یحییٰ اصطباغ دینے والے نے اپنے دو شاگرد یسوع پاس بھیجے تاکہ اُس سے پوچھیں کہ وہ نجات دینے والا جسکا وعدہ پرانے عہد کی کتابوں میں ہوا ہے یہی ہے یا نہیں الخ ج پادری فانڈر اپنی کتاب مفتاح الاسرار مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء صفحہ ۴۷ میں فرماتے ہیں کہ یحییٰ پیغمبر نے جب یسوع مسیح کو سارے عالم کا شفیع اور بچانے والا جانا تو اقرار کرکے کہا کہ دیکھو خدا کا برہ (یعنے فدیہ) جو جہان کے گناہ اٹھا لیجاتا ہے جیسا کہ یہ باتیں یوحنا کے پہلے باب ۲۹ آیت میں لکھی ہیں انتہے یعنے اصطباغ پانے کے وقت اور اُسکے بعد کا یہ حال پادری صاحب لکھتے ہیں کہ یحییٰ اصطباغی نے اپنے دو شاگرد یسوع پاس بھیجے تاکہ اُس سے پوچھیں الخ پس پیشتر پہچان لینے کے بعد پھر پہچاننے کے واسطے یہ پوچھا گیا

(صفحہ ۱۰۶) قولہ یسوع ایسی پاکیزگی کے ساتھ چلتا کہ اپنے دشمنوں کے سامنے کہہ سکتا بلکہ کہا کرتا تھا کہ تم سے کون مجھے گناہ کا الزام دیسکے۔ ج حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی یہی اپنے حق میں کہہ سکتے تھے ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ لوقا کی ۱۸ فصل ۳۱ آیت سے ۳۳ تک لکھا ہے کہا کہ دیکھو ہم یروشلم
کو جاتے ہیں اور سب جو نبیوں کی معرفت آدمی کے بیٹے کے حق میں لکھا ہے پورا ہوگا
کیونکہ وہ قوموں کے حوالہ کیا جائیگا وے اسکو ٹھٹھے میں اُڑائینگے الخ ج تم دغا نہ کھاؤ
خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا (گلتیوں کا ۶ باب ۷)
(صفحہ ۱۰۷) قولہ یسعیاہ کا وہ کلام جو پہلے مذکور ہوا تھا پورا ہوا کیونکہ کہا ہے کہ مسیح کو بّرے
کی مانند ذبح کے مکان میں لائے لیکن اوسنے اپنا مُنہ نہ کھولا اور جسوقت کہ یسوع کو صلیب دیتے
تھے اُسکے ہاتھ پاؤں چھیدے اور اُسکی پوشاک بانٹ لی اور اُسکے کپڑوں پر چٹھی ڈالی چنانچہ
یہی مطلب متی کی ۲۷ فصل کی ۳۵ آیت میں لکھا ہے الخ ج زمانہ اسلام سے پیشتر
عیسائیوں میں باسلیدی ایک فرقہ تھا جو خیال کرتے تھے کہ مسیح آپ مصلوب نہوا بر
شمعون ایک قرینے اُسکے عوض پکڑا گیا اور مصلوب بھی ہوا پھر سرنتی اور کارپوکراطی اور
دوسیتی تین فرقے تھے جو زمانہ اسلام سے پیشتر یہی خیال کرتے تھے (از ترجمہ قرآن مجید بخط رومن
مطبوعہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۴۴ع جسے علماء نصاریٰ نے چھپوایا اور اسپر اپنی طرف سے
الزامی حاشیہ لکھا صفحہ ۳۰ سورہ آل عمران کی آیت ۵۳ کا حاشیہ) اور ایک پانچواں الفرانی
فرقہ گناستی یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ دنیا مادّے سے پیدا ہوئی اور مادّے کے لئے شرارت
اور معصیت ضرور ہے اور مسیح مادّے سے پیدا نہوا تھا اسلئے مصلوب نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ
اُسکا جسم نہ تھا (رومن تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۵۵ع صفحہ ۹۶) دین حق کی تحقیق مصنفہ پادری
اسمتھ و پادری لیوپولٹ مطبوعہ الہ آباد ارفن پریس ۱۸۶۶ع صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ
عیسیٰ مسیح کا احوال کہ کسطرح وہ ہندولے میں بولائی کی چڑیاں بنائیں اور یہودیوں کو بندر بنایا
اور یہ کہ وہ نہیں مارا گیا بلکہ دوسرا اسکے عوض مصلوب ہوا یہ باتیں اُسنے ناصریوں کے قصہ سے
نکالیں انتہے یہ چھٹا فرقہ منکر مصلوبی مسیح ہے اب پادریوں سے پوچھا چاہئے کہ کیا انچھہ عیسائی
فرقوں نے بھی انجیل پڑھی تھی یا نہیں اگرچہ اُن میں لاکھوں عالم و فاضل تھے ۔
(صفحہ ۱۰۹) قولہ قبر سے اوٹھنے کے بعد یسوع مسیح چالیس روز دنیا میں رہا لیکن اپنے تئیں
اپنے شاگردوں اور ان یہودیوں پر ظاہر کیا جو اُسپر ایمان لاسکتے تھے الخ ج سب انجیلوں
کا پچھلا باب پڑھنے سے ثابت ہے کہ فقط گیارہ حواریوں کے سوا اور کسی نے حضرت
عیسیٰ کو مر کر پھر زندہ ہوا نہیں دیکھا پھر شاگردوں کے سوا یہ اور یہودی کون تھے جنپر خود

یسوع مسیح نے ظاہر کیا اور اعمال ۱۰ باب ۴۰ و ۴۱ و ۱۳ باب ۳۱ سے بھی ظاہر ہے کہ سوا گیارہ
کے سوا گیارہ نے بھی حضرت عیسیٰ کو پھر زندہ ہوا نہین دیکھا لیکن قرنتیون کے ۱۵ باب ۵
مین پولوس رسول فرماتے ہین کہ بارہون کو دکھائی دیا انتہے اور ظاہر ہے کہ اسوقت بارہ
کہان تھے وہ بارہوان تو عروج عیسیٰ سے بہت دنون بعد شامل کیا گیا تھا (اعمال ۱ باب) بعد
اُسکے اول قرنتیوں کے ۱۵ باب ۶ مین پولوس مقدس فرماتے ہین کہ پانسو بھائیون سے زیادہ
تھے جنہین وہ یکبارہ دکھائی دیا انتہے ان پانسو نے اُن سب باتون کو جو مصلوبی اور پھر زندہ
ہونے حضرت عیسیٰ کی بابت انجیلون مین لکھی ہین بالکل ثابت کر دیا انجیلون مین تو گیارہ
کے سوا بارہ تک کا ذکر نہین ہے کہ جنہون نے پھر مسیح کو پھر زندہ ہوا دیکھا مگر پولوس نے اگرچہ
آپ کبھی حضرت عیسیٰ کو نہ دیکھا تھا تو بھی نہ فقط بیس تیس یا پچاس ساٹھ بلکہ پانسو سے زیادہ
دیکھنے والون کا یکبارگی شمار لکھدیا اگرچہ دوسو شاگرد بھی حضرت عیسیٰ کے سب مرد و عورت
اور بچے ملاکر نہ تھے (اعمال ۱ باب ۱۵) اور پولوس تو اول قرنتیون کی ۱۵ باب ۶ مین بھائیون کا
کا لفظ لکھکر فقط مردون کا ذکر کرتے ہین اور چونکہ انجیلون مین اسکا ذکر نہین ہے اسلیے
پولوس کو اتنا فقرہ اور بڑھانا پڑا کہ اکثر ان مین (یعنے پانسو مین) سے ابتک موجود ہین
انتہے تا معلوم ہو کہ ان دیکھنے والون سے سنکر پولوس نے یہ بات لکھی مگر متی اور یوحنا
اور پطرس اور یعقوب اور یہوداہ و دو انجیلون اور چند نامجات مشمولہ انجیل کے مصنف جو
حضرت عیسیٰ کے مقرب حواری ہین کیا یہ اُن پانسو مین سے تھے جو اپنی تصنیفون مین اسکا ذکر
کرتے اور اگر یہی اُنمین نہ تھے تو اور کہان سے آئے جو پانسو سے زیادہ جمع ہو گئے اور لوقا
اور مرقس جنہون نے بقول پادری فانڈر (صفحہ ۲۶ سطر ۹) اُنہین پولوس و پطرس کے بتانے
سے اپنی اپنی انجیلین لکھین اور اعمال کی کتاب انہون نے بھی بارہ تک کا ذکر نہین کیا پھر جانے
انکہ پانسو سے زیادہ اور خاصکر لوقا نے بقول علماے عیسائی پولوس ہی سے دریافت کر کے حضرت
عیسیٰ کا حال لکھا اور تو بھی فقط گیارہ حواریون کے سوا کسی نے بھی بارہ تک کا نام نہین لکھا ہے
اور وہی لوقا کتاب اعمال مین پطرس کا قول ۱۰ باب ۴۰ و ۴۱ ہین اور پولوس کا قول ۱۳ باب ۳۱
مین لکھتا ہے کہ سوا حواریون کے جو کہ فقط گیارہ تھے اور کسی نے مسیح کو پھر زندہ ہوا نہین دیکھا
اس سے یہ ساری بنا دین مصلوبی مسیح اور پھر جی اٹھنے وغیرہ کے صاف صاف ظاہر ہین جیسے
جبکبھی اٹھا ہوا دیکھنے والے پانسو جھوٹے ہو گئے گواہ ٹھہر سکتے تو مصلوبی جسکے وقوع سے پیشتر

ہی سب شاگرد بہاگ گئے کیونکر صحیح ٹہر سکتی ہے۔

(صفحہ ایضاً) قولہ جاتے وقت یہ بات جو متی کی ۲۸ فصل کی ۱۸ سے ۲۰ آیت تک لکہی ہے اُن سے فرمائے کہ آسمان و زمین کا سارا اختیار مجہے دیا گیا اسلئے تم جا کے سب قومون کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دیکے شاگرد کرو الخ ج اسکا ہی اگر کچہہ اعتبار ہوتا تو تینون انجیلین اور ہین اور انمین بہی یہی سب حال حضرت عیسےؑ کے لکہے ہین مگر اُن مین سے کسی مین یہ وصیت حضرت عیسیٰ کی مرقوم نہین ہے اگرچہ سب نے حضرت عیسیٰ کی اس آخری وصیت کو نقل کیا ہے مگر باپ بیٹے روح القدس کا نام کسی نے نہین لکہا اگر متی مین یہ لکہا ہوا صحیح ہوتا تو اور انجیل نویس اس وصیت کو اور طور پر کیون نقل کرتے ہر انجیل کے پچہلے باب کے آخر مین دیکہہ لینا چاہیئے

(صفحہ ۱۱) قولہ ظاہر ہے کہ آدمی زمانہ آیندہ کا حال نہین جانتا اور ایسی پیشینگوئیون کی قدرت نہین رکہتا ہان مگر جبکہ خدا نے اُس پر الہام کیا ہو سو ایسی کتابین جنمین اس طرح کی پیشینگوئیان لکہی ہون بے شک و شبہہ الہام الٰہی اور خدا کا کلام ہین انتہےٰ (دیکہو میزان الحق مطبوعہ مطبع امریکن مشن لدیانہ واسطے ٹرکٹ سوسائٹی کے باہتمام پادری روڈلف صاحب ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۱ سطر ۷ و ۸ و ۹ و مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۰ء صفحہ ۹۳ ۔ ج قرآن مجید کے سورہ توبہ رکوع ۴ مین حق تعالےٰ فرماتا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا یعنے اے ایمان والو مشرک جو ہین سو پلید ہین نزدیک نہ آوین مسجد حرام کے بعد اس برس کے انتہی یہ پیشنگوئی کیسی پوری ہوئی کہ ایک ہزار تین سو برس سے اگرچہ دنیا مین طرح طرح کے انقلاب ہوگئے مگر کوئی مشرک ہرگز کعبہ شریف کے گرد بہی پہٹکنے نہین پاتا اور نہ کبہی پہٹکنے پاویگا کیونکہ جسنے اتنی مدت دراز سے اسکی حفاظت کی وہ قادر ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی رکہے پس پادری فانڈر کے مقرر کیے ہوئے قاعدہ کے بموجب اگر آپ ہی نصاری قرآن مجید کو خدا کا کلام نہ جانین تو انپر ہزار افسوس۔

(صفحہ ۱۱) قولہ جسوقت کہ یسوع یردن میں یحیی سے بپتسما پایا تہا اسوقت کا واقعہ متی کی ۳ فصل کی ۱۷ آیت مین بدین طریق لکہا ہے کہ آسمان سے ایک آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مین خوش ہون الخ ج کیا حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان

علیہ السلام اور بہت سے اور مقدسین خدا کے بیٹے نہیں مرقوم ہیں (دیکھو خروج ۴ باب ۲۲ یرمیاہ ۳۱ باب ۹ و ۲۰ + ۸۹ زبور ۲۶ و ۲۷ + اول تواریخ ۲۲ باب ۹ و ۱۰ و ۲۸ باب ۶ + ۲ + ۸ زبور ۶۸)

(صفحہ ایضاً) قولہ متی کی ۱۷ فصل کی ۱ و ۲ و ۳ و ۵ آیتوں میں یوں لکھا ہے چھ دن بعد یسوع پیترا اور یعقوب ورا اسکے بھائی یوحنا کو الگ الگ اونچے پہاڑ پر لے گیا اور انکے سامنے اسکی صورت اور ہی ہوگئی اور دیکھو موسی اور الیاس اس سے باتیں کرتے انہیں دکھائی دیے اور ایک نورانی بدلی نے انپر سایہ کیا اور دیکھو اس بادل سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے الخ ج متی ۱۱ باب ۱۴ میں حضرت عیسیٰ حضرت یحییٰ کے حق میں فرماتے ہیں کہ الیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے انتہی اور متی ۱۷ باب ۱۲ میں حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ الیاس تو آچکا انتہی پھر یہ دوسرے حضرت الیاس کہاں سے آگئے جو حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت عیسیٰ سے باتیں کرتے انہیں دکھائی دیے پس متی ۱۷ باب ۱ و ۲ و ۳ و ۵ کو جو پادری صاحب نے نقل کیا ہے یہ حواریوں کا قول ہے اور میں نے جو متی ۱۷ باب ۱۲ و ۱۱ باب ۱۴ کو نقل کیا یہ حضرت عیسیٰ کا قول ہے اب سمجھ لینا چاہیئے کہ ان دونوں میں کسکے قول کا اعتبار زیادہ ہے، اور سینکڑوں بیٹے خدا کے توریت و انجیل میں مرقوم ہیں جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا ہے۔

(صفحہ ۱۱۲) قولہ جسطرح باپ مردوں کو اٹھاتا ہے اور جلاتا ہے بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے جلاتا ہے کہ باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اسنے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی تاکہ سب جسطرح سے کہ باپ کی عزت کرتے ہیں بیٹے کی عزت کریں وہ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا باپ کی جسنے اسے بھیجا ہے عزت نہیں کرتا الخ ج اول سلاطین ۱۷ باب ۲۲ میں لکھا ہے کہ حضرت الیاس نے ایک مردہ لڑکے کو زندہ کیا تھا اور حضرت عیسیٰ نے تو زندگی دنیا میں مردہ زندہ کئے تھے مگر حضرت الیشع کی مدفون لاش نے مردہ زندہ کیا تھا ۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱) اور اول قرنتیوں کے ۶ باب ۲ میں لکھا ہے کہ مقدس لوگ دنیا کی عدالت کرینگے انتہی پس اس عدالت کرنیکے سبب اگر بیٹا خدا ہے تو مقدس لوگ کیونکر خدا نہونگے اور پیغمبر کی جو عزت نکرے بیشک اسکے بھیجنے والے یعنے خدا کی بھی عزت نکریگا الغرض اسیطرح صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ میں پادری صاحب نے انجیلی آیتیں نقل کی ہیں اسکا جواب مصباح الابرار مطبوعہ ۱۲۹۴ ہجری کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ وغیرہ میں دیکھنا چاہیئے اور صفحہ ۱۱۲ میں جو رد ہو چکے

۹ باب ۵ سے مسیح سبھوں کا خدا لکھا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یوحنا ۱۰ باب ۳۴ میں لکھا ہے کہ میں نے تو کہا تم سب خدا ہو انتہے اور عبرانی محاورہ میں قاضی اور مفتی سب خدا کہلاتے تھے (۸۲ زبور ۱) اور جب انجیل سے پادری صاحب حضرت عیسیٰ کی خدائی ثابت نکر سکے تو دیکھیے کہ آئندہ کیا فرماتے ہیں۔

(صفحہ ۱۲۶) **قولہ** کیا خدا کا یہ اختیار نہو گا کہ ایسے مطالب بیان فرماوے جنکے سمجھنے میں عقل عاجز ہو اور پھر انکے مان لینے کو بندوں پر لازم کرے الخ ج پس کسی غیر ضروری کنایہ کو جو تعلیمات عیسائی سے زائد ہو اگر خدا بیان فرمائے جسکے سمجھنے میں عقل عاجز ہو تو یہ بعید از قیاس نہیں ہے لیکن حضرت عیسیٰ کی خدائی کے عقیدہ کو پادری صاحب اصل ایمان اور مدار نجات جانتے ہیں جب انہیں مطالب کو خدا اسطرح بیان فرماوے جنکے سمجھنے میں عقل عاجز ہو تو پھر وہ اور کون سی تعلیمات ہونگی جنکے سمجھنے میں عاجز نہوا اور چونکہ تثلیث عیسائیوں کا عین ایمان ہے مگر باوجود اسکے تعجب کہ توریت یا انجیل میں کسی جا لفظ تثلیث موجود نہیں ہے اور نہ حضرت عیسیٰ نے یا کسی حواری نے کسی ایک عیسائی کو بھی یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو (اعمال ۲۰ باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۶ باب ۲۰ و ۲۱) چنانچہ پادری صاحب خود صفحہ ۱۴۰ میں اقرار کرتے ہیں کہ مسیحیوں کے عقیدہ میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں انتہے اور میزان الحق مطبوعہ مرزاپور ۱۸۴۳ء باب ۲ فصل ۴ صفحہ ۱۴۴ و مفتاح الاسرار مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۰ء شروع فصل ۱ صفحہ ۳۵ و مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء صفحہ ۴۴ میں تو پادری فانڈر نے صاف اقرار کیا ہے کہ مسیحیوں کے اعتقاد میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں اور اگرچہ یہ لفظ بعینہ انجیل میں نہیں پایا جاتا مگر انجیل کی اس عمدہ تعلیم کا عادت کے موافق ایسا نام رکھا گیا انتہے اب دیکھیے کہ میزان الحق مطبوعہ لدیانہ ۱۸۶۲ء میں یہ پچھلا فقرہ بالکل ندارد کر دیا گیا ہے الغرض جبکہ نصرانیوں کا یہ خاص دراصل ایمان ہے کہ تثلیث کا عقیدہ رکھیں تو ضرور تھا کہ یہ لفظ تثلیث بکثرت انجیل میں پایا جاتا حالانکہ کسی ایک جگہ بھی نہیں ہے بلکہ برخلاف اسکے حضرت عیسیٰ نے انجیل میں ۸۰ جگہہ خود کو ابن آدم فرمایا ہے اگرچہ ابن آدم سب انسان ہیں مگر حضرت عیسیٰ نے بار بار اسلئے خود کو ابن آدم فرمایا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو الوہیت کے مرتبہ میں نہ سمجھیں اور تثلیث کے عقیدہ میں نہ مبتلا ہو جائیں چنانچہ خود پادری صاحب اپنی میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۲ء باب ۲ فصل ۳ صفحہ ۱۱۷ و مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۰ء صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں کہ

خود مسیح اقرار کرتا ہے کہ باپ مجھ سے بڑا ہے اور مین اس لئے نہین آیا کہ اپنی خواہش پوری کرون
بلکہ اُسکی خواہش جسنے مجھے بھیجا ہے اور چونکہ وہ سلسلہ انسانی کا واسطہ اور شافع ہے اس لئے
اُس نے خدا سے دعا و مناجات اور شفاعت کی انتہے ملتقطاً پس حضرت عیسیٰ کی رسالت اور
انسانیت کا تو ہم بھی اقرار کرتے ہین اور تم بھی بلکہ اہل یہود بھی جو پشت ہا پشت سے توریت خوان
ہین اور بات وہی سچ ہے جو دو یا تین گواہون کے منہ سے ثابت ہوجاوے (۲ قرنتیون کا
۱۳ باب گنتی ۳۵ باب ۳۰ استثنا ۱۷ باب ۶ و ۱۹ باب ۱۵ متی ۱۸ باب ۱۶ یوحنا ۸ باب ۱۷) مگر
حضرت عیسے کی الوہیت کا فقط آپ ہی اقرار کرتے ہین جسکا کچھ اعتبار نہین ہے یہی جواب
اُن سب باتون کے لیے بھی کافی ہے جو فصل ۴ صفحہ ۴۰ تک لکھی ہین اور اُنکا جواب تفصیلی
مصلح الابرار فی رد مفتاح الاسرار مین دیکھنا چاہیئے اور صفحہ ۱۳۲ و مطبوعہ اکبرآباد [illegible]
صفحہ ۱۱۳ مین پادری فانڈر نے جب دیکھا کہ ان زبردستی کی بناوٹون اور بڑی بڑی جعلسازیون
سے بھی کسی طرح تثلیث ثابت نہین ہوسکتی تو لاچار ہوکر اقرار کیا کہ اُس بندہ کو جو غور و فکر کرکے
خدا کی ذات پاک کے دریا مین ڈوب رہا ہے لازم ہوگا کہ سکوت کا شیوہ اختیار کرے سو ہم بھی
سکوت اختیار کرکے اب اُس خداوند کی بندگی اختیار کرتے ہین جو تمامی اشیا کو دریافت
کرتا اور آپ کسی کے دریافت مین نہین آتا انتہے پس جب یہ حال ہے تو انصاف کرنا چاہیئے
کہ میزان الحق اور مفتاح الاسرار مین درباب ثبوت تثلیث پادری فانڈر کی کوششین سبک اور
لاطائل ہوگئین یا نہین۔ فی الحقیقت تو ترازو مین تولا گیا اور کم اُترا (دانیال ۵ باب ۲۷)
(صفحہ ۱۴۱) قولہ باب ۲ فصل ۵ صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۵ تک ان صفحون مین چند عمدہ نصیحتین
بیان کی ہین جو کہ سب مذہبون مین بھی نیک تعلیمات موجود ہین کچھ عیسائیون کے لئے مخصوص
نہین ہے بلکہ نصاری تو صحیح ان تعلیمات کے خلاف اپنا چال چلن رکھتے ہین جیسا کہ صفحہ ۴۰ کی
جواب مین مرقوم ہوچکا ہے مگر صفحہ ۱۴۴ مین جو پادری صاحب فرماتے ہین کہ دعا کے واسطے
کوئی قاعدہ اور خاص خاص باتین اور معین وقت ضرور نہین انتہے اور صفحہ ۱۴۵ مین ہے کہ انجیل
مین کسی جگہہ حکم نہین ہوا ہے کہ نماز و دعا کس وقت اور کس طور سے کرنا چاہیئے لہذا مسیحیون کو
اس بات مین اختیار ہے انتہے لیکن اگر یہ صحیح ہے تو نصاری مین ہمیشہ نئے نئے طرز عبادت
کیون مقرر کئے جاتے ہین اور روز یکشنبہ عبادت کے لئے کیون مخصوص کیا گیا مرآۃ الصدق
مولفہ پادری ہیڈلی صاحب مطبوعہ [illegible] صفحہ ۲۵-۲۶ مین لکھا ہے کہ بادشاہ ہنری ہشتم کی